ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

08 اگست 2026ء | ربیع الاوّل 1448ھ

عزم وہمت اور صبر و استقامت کے
96 سال

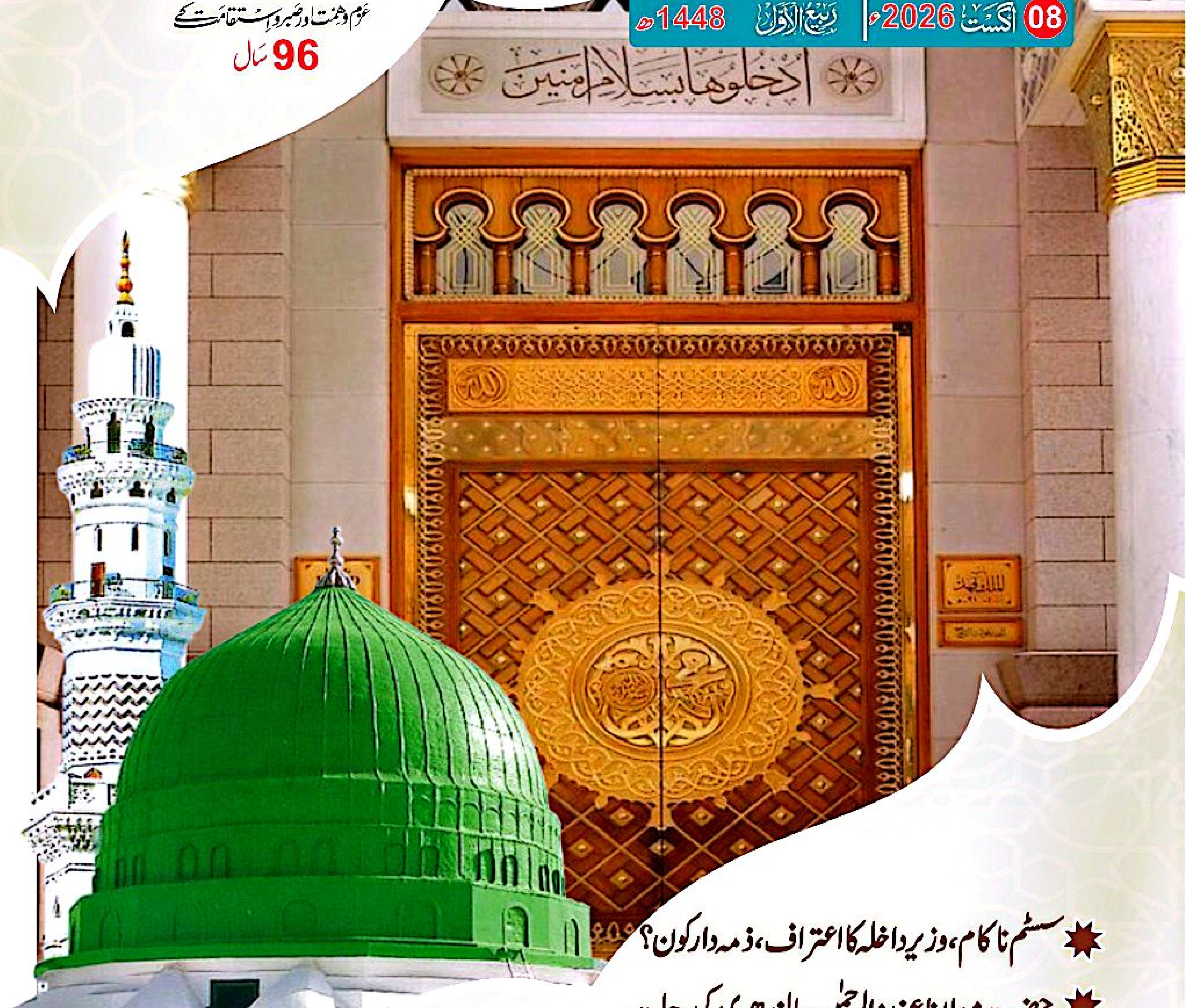

- سسٹم ناکام، وزیر داخلہ کا اعتراف، ذمہ دار کون؟
- حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی رحلت
- ختم نبوت کانفرنس چناب نگر: کارکنان و جملہ مندوبین کو ہدایات
- اسلاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف حضرات
- سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کتابوں کے درمیان
- مکالمۂ لندن اور ختم نبوت کانفرنسز برطانیہ

اسلام / ختم نبوۃ

مسلمانو! پرچم ختمِ نبوت گرنے نہ پائے اور عقیدہ ختم نبوت پر آنچ نہ آئے (امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

حکومتِ الٰہیہ زندہ باد | تاج و تختِ ختمِ نبوت زندہ باد | پاکستان پائندہ باد

بتاریخ 11 12 ربیع الاوّل 1448ھ

بمقام جامع مسجد احرار چناب نگر (چنیوٹ)

51 ویں سالانہ

عظیم الشان

احرار ختم نبوۃ کانفرنس

ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

جلوسِ دعوتِ اسلام

ملک بھر سے نامور علمائے کرام، مشائخ عظام، مذہبی، سیاسی، سماجی و صحافی رہنما، دانشور، طلباء، زعمائے احرار

عقیدہ ختم نبوۃ | حیات عیسیٰؑ | مقام صحابہؓ | عظمت اہلبیتؓ

قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام، احرار اور محاسبہ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ملتان 0300-6385277
لاہور 0300-4037315
کشمیر 0301-5310385
گجرات 0301-6221750
چیچہ وطنی 0315-6381977
کراچی 0300-4037315
چناب نگر 0301-3138803

0303-6631714,0332-4146316,0303-5561802

بیاد

حضرۃ امیرِ شریعت، سید الاحرار

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی و امیرِ اوّل مجلس احرار اسلام

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

سرپرست

بانی

ابنِ امیرِ شریعت حضرۃ

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

Regd.M.NO.32 شمارہ 08 جلد 37

اگست 2026ء ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ

بفیضانِ نظر

جانشینِ امیرِ شریعت، امام الاحرار حضرۃ مولانا

سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرۃ مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرۃ مولانا سید عطاء المؤمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرۃ پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ

(مسند نشین خانقاہ سراجیہ)

سرپرست شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

جناب پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب

جناب ملک محمد یوسف صاحب

مدیرِ مسئول: سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

عبد اللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، میاں محمد اویس

سید عطاء المنان بخاری، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا تنویر الحسن احرار

منتظم ترسیلات: محمد فیصل اشفاق، احمد علی

رابطہ 0304-2265485

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک —— =/600 روپے

بیرونِ ملک —— =/9000 روپے

فی شمارہ —— =/50 روپے

رابطہ: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

www.ahrar.org.pk kafeel.bukhari@gmail.com

majlisahrar@hotmail.com majlisahrar@yahoo.com

شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوّۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری

طابع: تشکیلِ نو پرنٹرز ملتان

ترسیل زر بنام ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

اکاؤنٹ نمبر یو بی ایل 0278-1005278

ایم ڈی اے چوک ملتان

تشکیل

اداریہ	سسٹم ناکام، وزیر داخلہ کا اعتراف، ذمہ دار کون؟	سید محمد کفیل بخاری	3
تعزیتی شذرہ	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی رحلت	//	4
شذرہ	مکالمۂ لندن اور ختم نبوت کانفرنسز برطانیہ	عبداللطیف خالد چیمہ	6
افکار	ختم نبوت کانفرنس چناب نگر: کارکنان و جملہ مندوبین کو ہدایات	مولانا محمد مغیرہ	8
//	نوجوان اور ردِ الحاد و قادیانیت	مولانا محمد اسامہ پسروری	10
دین و دانش	اسلاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نبی ﷺ کے ہم زلف حضرات	محمد فہد حارث	12
//	عقیدۂ ایصالِ ثواب (قسط نمبر:2)	مولانا عبدالغفور سیالکوٹیؒ	16
ادب	نظم	سید سلمان گیلانیؒ	21
شخصیات	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کتابوں کے درمیان	نوراللہ فارانی	22
//	گمنام مجاہدِ اسلام، محافظِ ختمِ نبوت مولانا عنایت اللہ چشتیؒ	رخشندہ علوی	27
خطاب	اصحاب رسول علیہم الرضوان و خلافت راشدہ	سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	29
//	منصب نبوت اور قادیانی تأویلات (قسط نمبر:1)	سید عطاء المحسن بخاریؒ	37
آپ بیتی	محاذ ختم نبوت پر گزرے وقت کی یادیں (قسط نمبر:17)	مولانا محمد مغیرہ	44
مطالعہ قادیانیت	قادیانیت کا ایک اور روپ: فتنۂ دیندار انجمن (قسط نمبر2)	مولانا امجد علی مردانوی	52
حسن انتقاد	تبصرہ کتب	مبصر: مولوی فیصل اشفاق	55
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	56
قبول اسلام	من الظلمات الیٰ النور	ابومروان	63
ترحیم	مسافران آخرت	ادارہ	64

دل کی بات

سید محمد کفیل بخاری

سسٹم ناکام، وزیر داخلہ کا اعتراف، ذمہ دار کون؟

وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی نے 30/جولائی 2026ء کو اسلام آباد میں پہلی معاشی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''ہمارا سسٹم تباہ ہو چکا ہے، نئے صوبوں کا قیام ناگزیر ہے، جمہوریت کے اندر بھی تین چار قسم کے سسٹم موجود ہیں۔ کاکروچ اکٹھے ہو گئے تو سب کچھ الٹ دیں گے۔ جو سسٹم ستر، اسی سال سے نہیں چل رہا تو اس کے پیچھے کوئی وجہ تو ہوگی؟ ''ایک بندہ'' اتنی محنت کر کے سب کچھ پلیٹ میں لا کر دے رہا ہے۔ وہ ریڈ لائن کراس نہیں کرنا چاہتا۔ جب تک سیاست دان نظام ٹھیک نہیں کرتے فیلڈ مارشل کی محنت کا فائدہ نہیں۔ نظام کی اصلاح کے لیے صرف ن لیگ اور پیپلز پارٹی ہی نہیں پی ٹی آئی کو بھی ساتھ بیٹھنا پڑے گا۔ بجٹ بناتے وقت دیکھتے ہیں قرضہ کتنا لیا جائے لیکن سسٹم ٹھیک نہیں کرتے۔ ہم بروقت انصاف نہیں دے پا رہے''

یہ وزیر داخلہ کی تقریر دل پذیر کا خلاصہ ہے جس کی تفصیل تمام قومی اخبارات، ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا پر موجود ہے۔ معلوم نہیں وزیر داخلہ نے یہ سب کچھ کس سے اور کیوں کہا ہے؟ ظاہر ہے ''اس کے پیچھے بھی تو کوئی وجہ ہوگی'' ادھر ڈی جی آئی ایس پی آر نے فرمایا ہے کہ یہ وزیر داخلہ کی ذاتی رائے ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن تو بہت پہلے کہہ چکے ہیں کہ

''ان سے یہ سسٹم نہیں چلے گا، آنے والے دنوں میں بتاؤں گا، جو سسٹم کے اندر ہیں وہ روئیں گے اور جو باہر ہیں وہ جم کر بات کریں گے۔ ملک نہیں چلے گا ان سے''

نظام کی تباہی و ناکامی کے ذمہ دار وہی ہیں جو اس میں شامل ہیں اور ملک کو آئین وقانون کے مطابق نہیں بلکہ اپنی ذاتی پسند و مرضی سے چلا رہے ہیں۔ ایران، امریکہ جنگ میں پرخلوص سفارت کاری کا کیا نتیجہ نکلا؟ بلوچستان سلگ رہا ہے، خیبر پختون خوا دھماکوں سے گونج رہا ہے اور کشمیر میں لاشوں کا ڈھیر لگ گیا ہے۔ یہ حالات کسی خوشخبری کے غماز نہیں بلکہ طوفان کا پیش خیمہ ہیں۔ اس کے ذمہ دار صرف سیاستدان ہی نہیں اور لوگ بھی ہیں۔ اگر تمام سٹیک ہولڈرز مل بیٹھیں اور اپنی اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے ملک کی بہتری کے لیے سوچیں تو کوئی اچھا حل ضرور نکل آئے گا۔

سسٹم تو 1947ء سے ہی اسٹیبلشمنٹ کے قبضے میں ہے۔ جب بھی ناکامی کی بدنامی کا وقت آتا ہے تو سارا ملبہ سیاست دانوں پر ڈال دیا جاتا ہے۔ یا جب کسی سیاسی بحران کے بھنور میں پھنستے ہیں تو پھر سیاست دانوں کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ مل کر نظام درست کریں۔ اسی برس سے یہی کچھ ہو رہا ہے۔ نظام کی ناکامی کا اعتراف کرنے والوں کی نیت ٹھیک ہو جائے تو نظام درست ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وطنِ عزیز اور قوم کے حال پر رحم فرمائے اور پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی رحلت

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری 14 صفر/ 1448 مطابق 29/ جولائی 2026ء بروز بدھ ملتان میں انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری رحمۃ اللہ علیہ تقویٰ وشرافت اور اخلاص ومحبت کے پیکر تھے۔ مولانا 1932ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے اور تقریباً ایک صدی کا سفر طے کر کے 94 برس کی عمر میں عقبیٰ کو روانہ ہوئے۔ تمام عمر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ وہ اپنے عظیم والد ماجد مولانا محمد علی جالندھری کے جانشین تھے اور انہوں نے جانشینی کا حق ادا کیا۔ ایک عاشق قرآن، ایک مبلغ اسلام اور ایک محافظ ختم نبوت کی حیثیت سے انہوں نے بھرپور اور قابل رشک زندگی گزاری۔ جامعہ خیر المدارس ملتان میں وہ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس رہے۔ مولا عزیز الرحمٰن عالم باعمل اور باغ و بہار شخصیت تھے۔ ان کے وجود سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی۔ وہ سب کے لیے قابل احترام تھے۔ تمام عمر محبتیں بانٹتے اور نفرتوں کو ختم کرتے رہے اور اپنے احباب کو اسی کا درس دیتے رہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن نمود و نمائش سے بہت دور، ایک خاموش طبع، عجز و انکسار کی پیکر شخصیت تھے، لیکن علمی و عملی لحاظ سے بہت مضبوط انسان تھے۔ ان کی دینی و ملی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی اور ان کی محبتوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ راقم جب بھی اُن کی زیارت کے لیے حاضر ہوتا، وہ بہت شفقت فرماتے۔ ایک مرتبہ حاضر ہوا تو مجھے سفید رومال اور خوشبو عنایت فرمائی۔ پہلے سے معلوم کر کے میرے لیے شوگر فری مشروب منگوایا۔ انہوں نے مجھے ہمیشہ محبت و احترام اور دعاؤں سے نوازا۔ انتقال سے دو روز قبل ایک شب نشتر ہسپتال میں ان کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوا تو وہ مکمل خاموش، آنکھیں بند، چہرہ روشن، پُرسکون اور نفسِ مطمئنہ کی تصویر تھا۔ انتقال کے بعد ان کے گھر حاضر ہوا تو ان کے فرزند ''بھائی ہارون'' نے مہربانی کر کے ان کی زیارت

کرائی۔ اگلے روز دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں نمازِ ظہر ادا کی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی معیت میں اپنے احرار وفد کے ساتھ حضرت مولانا رحمہ اللہ کے کمرے میں اُن کی زیارت کے لیے کچھ دیر بیٹھا۔ جس میں انہوں نے اپنی زندگی کے آخری کئی سال گزارے۔ آج یہاں ایک صدی کا تھکا مسافر محوِ آرام تھا۔ احبابِ مجلس میں جو ملا اس سے تعزیت کی۔ عصر کے بعد قاسم باغ اسٹیڈیم میں نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ قبرستان حاضر ہو کر مغرب کے قریب تدفین کے بعد دعاء میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت مولانا عزیز احمد دامت برکاتہم سے اظہار تعزیت کیا۔ بعد ازاں امیر مجلس حضرت پیر حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری دی۔ ڈاکٹر محمد آصف، مولانا محمد اکمل، مولانا سید عطاء المحسن بخاری اور سید محمد بخاری ہمراہ تھے، حضرت سے اظہار تعزیت کیا اور دعائیں لیں۔ اگلے روز صبح دس افراد پر مشتمل احرار وفد کے ہمراہ دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں تعزیت کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت جالندھری کے فرزندان بھائی حافظ محمد ہارون اور حافظ محمد ابوبکر کے علاوہ مولانا اللہ وسایا اور دیگر حضرات سے اظہار تعزیت کیا۔ وفد میں مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا محمد اکمل احرار، مولانا فیصل متین سرگانہ، مفتی نجم الحق، ڈاکٹر محمد آصف، سید عطاء المحسن بخاری، مولوی فیصل اشفاق، فرحان الحق حقانی و دیگر رفقاء احرار شامل تھے۔

حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہٗ اب مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظمِ اعلیٰ ہیں۔ وہ ہمارے مخدوم اور ہم اُن کے قدیمی خادم و نیازمند ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ عزیز احمد مدظلہ کو صحت و عافیت سے سلامت رکھیں۔ اُن کی محبتیں اور فیض جاری رہے۔ وہ اپنے باباجی حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہٗ اور خانقاہ سراجیہ کے مشن کی آبیاری کرتے رہیں۔ (آمین)

مجلس احرار اسلام کی تمام قیادت راقم سید محمد کفیل بخاری، ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ، نائب امیر عبداللطیف خالد چیمہ، نائب امیر میاں محمد اویس، ناظم نشر و اشاعت ڈاکٹر عمر فاروق، ناظم تبلیغ مولانا سید عطاء المنان بخاری، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا تنویر الحسن اور تمام احرار کارکنان مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی قیادت خصوصاً حضرت مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی مدظلہ اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد دامت برکاتہم سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز آپ کے لواحقین خصوصاً خاندان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆......☆......☆

عبداللطیف خالد چیمہ

مکالمۂ لندن اور ختم نبوت کانفرنسز برطانیہ

میں ابھی تک برطانیہ میں ہی ہوں اور تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد اور اس کی معروضی صورتحال کو قریب سے دیکھ رہا ہوں۔ 29، 30 اپریل کو محمد امتیاز (آسٹریلیا) اور عدنان رشید (لندن) کا سرے فارم ہاؤس لندن میں جو مکالمہ ہوا، قادیانی چاروں شانے چت ہو گئے اور منہ چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی۔ اس صورتحال کی وجہ سے قادیانی قیادت اور قادیانی کمیونٹی خاصی پریشان ہے۔ مکالمے کے بعد کی صورتحال کو مجاہد ختم نبوت عبدالرحمٰن باوا (رحمتہ اللہ علیہ) کے فرزند سہیل باوا ختم نبوت اکیڈمی (لندن) نے سنبھالا ہوا ہے۔ مولانا محمد اکرم ہڈرزفیلڈ سابق قادیانی شبیر احمد اور کئی دیگر ساتھی اس پر بڑی محنت کر رہے ہیں کہ 16 اگست کو ہڈرزفیلڈ میں نومسلمین کے اجتماع کو کس طرح بارآور بنایا جاسکتا ہے۔ مکالمہ لندن کوئی روٹین کی کاروائی نہ ہے بلکہ اس میں قادیانی شکست نے پوری قادیانی جماعت اور عام قادیانیوں کو بھی سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ عدنان رشید (لندن) اور محمد امتیاز (آسٹریلیا) نے جو معرکہ سر کیا ہے اس سے قادیانی کتنا پریشان ہیں۔ ایک برطانوی صحافی ڈیکلن ہنری جو قبل ازاں لاہوری قادیانی جماعت کے کافی قریب رہ چکے ہیں، وہ خود قادیانی جماعت کے موجودہ نظام پر تحقیقی کتاب تحریر کر چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ محمد امتیاز اور عدنان رشید کے ساتھ مرزائیت کے موضوع پر مکالمہ لندن میں ہونے والی گفتگو کا میں علمی جائزہ لے رہا ہوں اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مرزا قادیانی کی تحریروں اور دعوؤں میں نمایاں تضادات پائے جاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میری نئی کتاب پر کام ہو رہا ہے جس میں ان افراد کے تجربات اور حقائق کو قلم بند کیا جا رہا ہے جو جماعتِ قادیان کو چھوڑ چکے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میری نئی کتاب ایسے افراد کے لیے بھی مفید ثابت ہوگی جو اب بھی جماعت سے وابستہ ہیں لیکن ذہنی طور پر اس سے الگ ہو چکے ہیں یا پھر حقائق جاننا چاہتے ہیں۔ ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سیکرٹری جنرل مولانا سہیل باوا کا کہنا ہے کہ قادیانی جماعت کے سالانہ جلسے اور 16 اگست 2026ء کو ہڈرزفیلڈ میں سابق قادیانیوں کے زیر اہتمام ایک حال میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس اور قادیانی جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والوں کی رہنمائی و معاونت کے لیے ہم اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور اس کام کے

لیے ایک سپورٹ گروپ بھی قائم کر دیا گیا ہے۔ اسی کانفرنس کی خاص بات یہ ہوگی قادیانی جماعت لندن کی سابقہ نہایت اہم عہدے دار جو مرزا طاہر احمد اور مرزا مسرور احمد کی سابقہ پرائیویٹ سیکرٹری برائے لجنہ رہ چکی ہیں، اسلام قبول کرنے کے بعد پہلی مرتبہ 16 اگست 2026ء بروز اتوار ہڈرز فیلڈ ختم نبوت کانفرنس میں خصوصی شرکت کریں گی اور وہ اپنے قبولِ اسلام اور قادیانی جماعت سے علیحدگی اور اپنے مشاہدات سے متعلق اہم حقائق حاضرین کے سامنے پیش کریں گی۔ جولائی اور اگست میں برطانیہ میں دینی موضوعات اور خصوصاً ختم نبوت کانفرنسز کا سلسلہ اہتمام کے ساتھ جاری رہتا ہے۔ 14 جولائی منگل کو مولانا عبدالرحمٰن مہدی اور حافظ محمد عامر کی میزبانی میں مسجد زکریا مدرویل میں، اور 19 جولائی اتوار کو مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود (رحمتہ اللہ علیہ) کے ادارے میں مانچسٹر سے مفتی فیض الرحمٰن نے دعوت دے رکھی تھی، جبکہ حضرت خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم نے 26 جولائی کو برمنگم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے زیر اہتمام ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کا حکم فرما رکھا تھا۔ مذکورہ دونوں کانفرنسز میں راقم الحروف نے جو گزارشات پیش کی ان میں بین الاقوامی سطح پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردقادیانیت پر پُرامن کام کرنے اور لابنگ و میڈیا کے ذریعے قوانین کے دائرے کے اندر رہ کر سرگرمیوں کو پرموٹ کرنے کے حوالے سے گفتگو کی، لندن، گلاسگو، مانچسٹر، راچڈیل، ہڈرز فیلڈ، مدرویل اور دیگر مقامات پر نئے اور پرانے ساتھیوں سے ملاقات رہی۔ 26 جولائی اتوار کو ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل کر کے مولانا سہیل باوا، بھائی عثمان، محمد قاسم کے ہمراہ لندن پہنچے، راستے میں کیمرج کے اسلامی کلچرل سینٹر میں ختم نبوت کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ 26 جولائی اتوار کو سینٹرل مسجد برمنگھم والی میں ختم نبوت کانفرنس حضرت خواجہ عزیز احمد دامت برکاتہم کی زیر نگرانی اور حضرت خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم کی زیر صدارت جوش وخروش کے ساتھ منعقد ہوئی اور دور دراز سے لوگوں نے شرکت کی۔ حضرت خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم نے کانفرنس سے پہلے تقریباً تین ہفتوں میں یو کے کا دورہ کیا، اور برمنگھم کانفرنس کے حوالے سے بلال راٹھور صاحب کے ہمراہ محنت فرمائی۔ میرے بھائی عرفان اشرف چیمہ (لندن)، شیخ عبدالواحد (گلاسگو) کے ہاں بھی تشریف لائے اور تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال پر تبصرہ و تجزیہ ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے، آمین ثم آمین

مولانا محمد مغیرہ (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)

51ویں سالانہ دوروزہ کل پاکستان احرار ختم نبوت کانفرنس وجلوس دعوت اسلام چناب نگر کے سلسلہ میں کارکنوں کے لیے ہدایات جملہ مندوبین، شرکاء اور احرار ساتھیوں کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......مزاج گرامی!

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ان شاء اللہ تعالیٰ 11-12 ربیع الاوّل 1448ھ جامع مسجد احرار چناب نگر میں 51ویں سالانہ دوروزہ کل پاکستان احرار ختم نبوت کانفرنس وجلوس دعوت اسلام چناب نگر قائد احرار سید محمد کفیل بخاری مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی منعقد ہو رہی ہے۔اس کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لئے درج ذیل امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیاریاں تیز کر دیں۔

☆......اس کانفرنس کے انتظامات کے لیے مجلس استقبالیہ کے ارکان کے متفقہ فیصلے کے مطابق ''صدر مجلس استقبالیہ'' قاری ضیاء اللہ ہاشمی کو مقرر کیا گیا۔جبکہ مولانا محمد اکمل احرار کو ''ناظم مجلس استقبالیہ'' مقرر کیا گیا۔

(صدر) 0301-6221750 (ناظم) 0300-6385277

☆......کانفرنس میں شرکت کے لئے اپنے جماعتی وغیر جماعتی ماحول میں محنت کریں اور انفرادی واجتماعی شرکت کو یقینی بنائیں نیز کانفرنس اور قافلے کی روانگی کے حوالے سے اخبارات کے مقامی نمائندگان کے ذریعے خبریں بھجوانے کا اہتمام ضرور کریں اور سوشل میڈیا استعمال کرنے والے احباب اس کانفرنس کی تشہیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

☆...... ہر مقامی جماعت کے ذمہ دار کو چاہیے کہ وہ نظم وضبط کا ماحول پیدا کرے۔کانفرنس میں شرکت کرنے والے ساتھیوں کی تربیت کریں اور ایک نیک مقصد کے لئے سفر کے آداب کو ہر حال میں ملحوظ رکھیں۔جلوس میں نظم وضبط قائم رکھنے اور وہاں کی حساسیت کے پیش نظر دوستوں کو ہدایات دیں۔

☆...... پنڈال میں داخل ہونے سے پہلے قافلے کے امیر استقبالیہ کیمپ میں اپنے ساتھیوں کی تعداد کا اندراج لازمی کروائیں۔ہدایات حاصل کریں۔

☆......کھانے کے لیے وسیع پنڈال کا انتظام ہوگا اور ترتیب کے ساتھ جن شہروں کے قافلوں کا اعلان کیا جائے براہ کرم صبر وتحمل سے اسی ترتیب کے ساتھ کھانے کے پنڈال میں تشریف لے جائیں۔کھانے کے نظم کو برقرار رکھنے کے لیے 20 روپے فی کس کا ٹوکن جاری کیا جائے گا۔قافلے کے امیر اپنی تعداد کے حساب سے ٹوکن حاصل کریں اور بوقت طعام معمر افراد کا خاص خیال کریں۔

☆......تمام ساتھی/ قافلے سفر کے دورانیے کا اندازہ کر کے ایسے وقت سفر شروع فرمائیں کہ آپ زیادہ سے زیادہ 11 ربیع الاوّل کو نماز ظہر سے قبل تک مرکز چناب نگر پہنچ جائیں اس سے زیادہ تاخیر مناسب نہیں۔

☆......روانگی سے قبل اپنی سواری پر جھنڈا اور بینرز آویزاں کریں جس کی عبارت ''کل پاکستان احرار ختم نبوت

کانفرنس وجلوس دعوت اسلام چناب نگر'' ہو۔

☆......دوران سفر کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد جاری رکھیں۔

12 ربیع الاوّل کو جلوس دعوت اسلام کے موقع پر دی جانے والی ہدایات پر مکمل عمل پیرا ہوں، دوران جلوس نظم وضبط قائم رکھیں، ہلڑ بازی اور منفی نعروں سے مکمل پرہیز کریں۔ سیکورٹی کے احباب سے مکمل تعاون کریں اپنے قافلے کا امیر مشاورت سے مقرر کریں اور ''اطاعت امیر'' کو شعار بنائیں۔

☆...... چناب نگر میں بلاضرورت نہ پھریں اور نہ ہی قادیانیوں کے ساتھ بحث کریں۔

☆......دوران اجتماع مسجد و پنڈال میں حاضری کو یقینی بنائیں۔

☆......ہر شاخ یا شرکت کرنے والے ساتھی اپنی تعداد کی مناسبت سے پانچ سے دس جماعتی پرچم ساتھ لائیں اور جماعتی وردی (سرخ قمیص، سفید شلوار) لازمی پہن کر آئیں۔

☆......کانفرنس کے اشتہارات آپ تک پہنچ چکے ہوں گے اگر ابھی تک اشتہارات نہ ملے ہوں یا آپ کی ضرورت سے کم ہوں تو ملتان مرکز سے رابطہ فرما کر اشتہارات منگوا سکتے ہیں۔ رابطہ نمبر ملتان: 0300-6385277

☆......جن شاخوں کو انتظامات کے لیے کارکن مہیا کرنے کا کہا گیا ہے ان سے درخواست ہے کہ متعینہ کارکنوں کی تربیت کریں اور یہ ساتھی 11 ربیع الاوّل کو نماز ظہر سے قبل پہنچ کر لازماً قاری ضیاء اللہ ہاشمی (صدر مجلس استقبالیہ) کو رپورٹ کریں۔ اپنے اردگرد مشکوک افراد پر کڑی نظر رکھیں۔ سکیورٹی پر مامور ذمہ داران کو اس کی نشاندہی کریں تاکہ سکیورٹی پر مامور ذمہ داران اپنی منصبی اور پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کو احسن انداز میں سرانجام دے سکیں۔

موسم کے مطابق بستر ہمراہ رکھیں اور کھانے پینے کی چھوٹی موٹی اشیاء مثلاً پانی کی بوتل، چنے بسکٹ وغیرہ اگر ساتھ رکھیں تو سہولت رہے گی۔

☆...... چناب نگر کی مقامی انتظامیہ ہمارے ساتھ تعاون کرتی ہے ان کے ساتھ کسی قسم کی بدتمیزی ہرگز نہ کریں۔

☆......اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ چناب گر میں ہمارے جلوس کے علاوہ کئی اور جلوس بھی نکلتے ہیں جو صبح 9 بجے شروع ہو جاتے ہیں اور پولیس لاری اڈے پر ہمارے قافلوں کو متبادل راستہ اختیار کرنے کا کہتی ہے، ایسی صورت میں لاری اڈہ چناب گر پر موجود ہمارے استقبالیہ کیمپ سے رہنمائی حاصل کریں، اپنی مرضی سے کوئی راستہ اختیار نہ کریں۔

☆......دوران وقفۂ بیانات، اسٹالز سے اپنی ضروریات کی اشیاء خریدیں۔

☆......دوران جلوس پرنٹ شدہ نعرے متعین کردہ افراد ہی لگائیں گے۔ کسی دوسرے کو نعرے لگانے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔

☆......کانفرنس کے موقع پر کانفرنس کے اخراجات چناب نگر / مرکز / ختم نبوت فنڈ/ نقیب ختم نبوت/ یا کسی بھی دوسری مد میں فنڈز کے لیے جگہ اور افراد متعین ہوں گے اس کام کے لیے متعلقہ جگہ پر ہی رقوم جمع کروائیں۔

☆...... پارکنگ کے لیے جو جگہ مختص ہے اس کو استعمال میں لائیں اور متعلقہ انتظامیہ کی ہدایات پر سختی سے عمل فرمائیں، امید ہے کہ آپ ہماری گزارشات کو ہر حال میں مقدم وملحوظ رکھیں گے شکریہ، والسلام

مولانا حافظ محمد اسامہ پسروری

نوجوان اور ردِّ الحاد و قادیانیت

آج کے نوجوان ایک ایسے دور میں پرورش پا رہے ہیں جہاں معلومات کی بہتات اور سوشل میڈیا کے مسلسل اثرات نے ان کے ذہنوں میں فکری انتشار، الجھن اور شبہات پیدا کر دیے ہیں، ردِ قادیانیت والحاد جیسے موضوعات نوجوانوں کے لیے محض مذہبی اختلافات یا تاریخی مباحث کی حد تک محدود نہیں رہے بلکہ ایک معاشرتی، علمی اور فکری آزمائش بن چکے ہیں، نوجوان نسل جس دنیا میں جی رہی ہے وہاں ہر طرف ویڈیوز، مبہم دعوے، انفوگرافکس، اور جذباتی مواد موجود ہے جو اکثر حقائق کی بجائے پراپیگنڈے اور سنسنی پر مبنی ہوتا ہے، یہی نوجوان طبقہ مستقبل کے معاشرتی اور علمی فیصلوں کا ذمہ دار ہوگا، اور آج کے حالات میں اس طبقے کے ذہن میں مرزا جہلمی، ردِ قادیانیت والحاد کے حوالے سے پھیلنے والے شبہات اور غلط فہمیاں، اگر بروقت اور علمی بنیاد پر حل نہ کیے گئے تو یہ نہ صرف نوجوانوں کی فکری تربیت بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور دینی شعور پر بھی منفی اثر ڈال سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج کی دنیا میں مذہبی جماعتوں، مدارس اور علمی اداروں پر یہ ذمہ داری اور فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ نوجوانوں کو حقائق، تحقیق، دلیل اور دینی شعور کی روشنی میں آگاہ کریں، نوجوانوں کے ذہن میں مرزا جہلمی، قادیانیت، الحاد کے حوالے سے پائی جانے والی الجھنیں، شبہات اور خوف محض تعلیمی خلا یا غیر مصدقہ معلومات کی وجہ سے پیدا نہیں بلکہ سوشل میڈیا کے شور، سنسنی خیز بیانات، اور سطحی مباحث بھی اس کا حصہ ہیں، ایسے میں مذہبی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ اس موضوع کو صرف مخالفت یا تنقید کے زاویے سے نہ دیکھیں بلکہ ایک تحقیقی، علمی اور تربیتی نقطہ نظر اپنائیں، نئی نسل کے لیے ورکشاپس، لیکچرز، آن لائن سیشنز، اور مباحثے کا اہتمام کیا جائے جو نہ صرف تعلیمی ہوں بلکہ نوجوانوں کے فکری شعور، منطقی استدلال اور تحقیق کی صلاحیت کو بھی فروغ دیں، یہی تربیت نوجوانوں کو ہر مبہم دعوے، ویڈیو، پوسٹ یا تقریر کو منطقی اور علمی بنیاد پر پرکھنے کی قوت فراہم کرے گی، مدارس اور علمی اداروں کو چاہیے کہ نصاب میں ردِ قادیانیت والحاد جیسے موضوعات پر تفصیلی اور معروضی مواد شامل کریں تا کہ نئی نسل ابتدائی تعلیم ہی سے علمی بنیاد حاصل کر سکیں، نوجوانوں کو یہ شعور دینا ضروری ہے کہ ردِ قادیانیت کے اثرات صرف مذہبی یا نظریاتی نہیں بلکہ سماجی، فکری اور سیاسی بھی ہیں، اس لیے مذہبی جماعتوں کا کردار صرف تنقید یا مخالفت تک محدود نہیں بلکہ نئی نسل میں علم، تحقیق، دلیل اور دینی شعور پیدا کرنا ہونا چاہیے، نوجوان جب اپنی فکری بنیاد مضبوط کریں گے تو وہ نہ صرف ردِ قادیانیت والحاد جیسے متنازع موضوع کا مقابلہ کر

سکیں گے بلکہ معاشرتی انتشار اور علمی خلا سے بھی محفوظ رہیں گے، سوشل میڈیا کے اثرات اور سنسنی خیز بیانات نوجوانوں کے ذہن میں خوف اور نفرت پیدا کر رہے ہیں، اسی لیے مذہبی جماعتیں محتاط رہیں، اور آن لائن پلیٹ فارمز پر حقائق پر مبنی، علمی، اور تحقیقاتی مواد فراہم کریں، مختصر ویڈیوز، گرافکس، لیکچرز اور ڈسکشن فورمز کی شکل میں ایسا مواد نوجوانوں تک پہنچایا جائے جو انہیں حقائق کی بنیاد پر سوچنے اور فیصلہ کرنے کی قوت دے، نوجوانوں کے سوالات اور شبہات کو تنبیہ یا نصیحت کے بجائے دلائل، تاریخی حقائق، فقہی وضاحت اور تحقیقی مواد کے ذریعے حل کیا جائے، نوجوانوں کو یہ سمجھنا ہوگا کہ بحث، تحقیق اور دلیل اسلامی تعلیمات کا حصہ ہیں اور یہی وہ راستہ ہے جو انہیں نفرت، الجھن اور فکری انتشار سے بچا سکتا ہے، نئی نسل کے ذہن میں یہ شعور پیدا کرنا ضروری ہے کہ اپنے عقائد کا دفاع، دینی شعور اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے علم، تحقیق اور دلیل سب سے مضبوط ہتھیار ہیں، مذہبی جماعتوں، مدارس اور علمی اداروں کو چاہیے کہ وہ ایک متحد، مربوط اور علمی حکمت عملی تیار کریں جو نوجوانوں کو ردِ قادیانیت والحاد کے خطرات، اثرات اور حقائق سے آگاہ کریں، نوجوانوں کو یہ شعور دینا بھی لازمی ہے کہ سوشل میڈیا کے جھوٹ، مبہم دعوے اور سنسنی خیز مواد پر بھروسہ کرنے کے بجائے علمی تحقیق، دینی نصوص اور معروضی مباحث پر انحصار کیا جائے، نوجوانوں کو تعلیم، تربیت اور تحقیق کے ذریعے خود اعتمادی، فکری استقلال اور دینی شعور فراہم کیا جائے تاکہ وہ حالات حاضرہ میں اپنے عقائد کا مضبوط دفاع کر سکیں، نئی نسل اگر آج علمی بنیاد، تحقیق اور دلیل اپنائیں گے تو کل وہ نہ صرف اپنے ایمان کو مضبوط و محفوظ رکھیں گے بلکہ ایک باشعور، باخبر اور مضبوط مسلمان نسل کے طور پر ابھر کر سامنے آئیں گے، یہی وہ عملی اور علمی نقطہ نظر ہے جو مذہبی جماعتیں اور ادارے نئی نسل کے لیے اپنا سکتے ہیں، حالات حاضرہ میں یہ ضروری ہے کہ نوجوان جذبات، خوف اور سنسنی کی بجائے دلیل، تحقیق اور علم کی بنیاد پر ردِ قادیانیت والحاد جیسے متنازع موضوعات کو سمجھیں، نوجوان اپنے فکری، علمی اور دینی شعور کو مضبوط بنائیں تاکہ ایک باخبر، پرامن اور متحد مسلم معاشرہ قائم ہو، یہ ایک فکری اور عملی دعوت ہے کہ نوجوان اپنی تحقیق، دلیل اور علمی سمجھ کے ذریعے آج کے چیلنجز کا مقابلہ کریں اور قادیانیت کے موضوع سے متعلق ہر مبہم دعوے، بیانیے اور سنسنی خیز مواد کا علمی تجزیہ کریں، یہی نوجوانوں کے لیے ایک طاقتور، فکر انگیز اور عملی رہنمائی ہے جو مذہبی جماعتیں اور ادارے انہیں فراہم کر سکتے ہیں تاکہ مستقبل کی قیادت، نوجوانوں کا فکری ماحول اور اسلامی شعور محفوظ رہے۔

محمد فہد حارث

اسلاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف حضرات

عرب ماہرِ انساب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف ہم زلف حضرات کا ذکر کیا ہے جن کی تعداد کم وبیش بیس سے اوپر بنتی ہے۔ ام المومنین سیدہ خدیجہؓ کے رشتے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے ہم زلف ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس ہیں جن کی زوجہ سیدہ خدیجہؓ کی بہن ہالہؓ بنت خویلد تھیں۔ ان ہالہؓ کے بیٹے ابوالعاص بن ربیعؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے داماد تھے جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیاہی تھیں۔ ان سے دو بچے علی اور امامہ ہوئے جن میں سے امامہ کی شادی اپنی خالہ سیدہ فاطمہؓ کے انتقال کے بعد ان کے شوہر سیدنا علی بن ابی طالبؓ سے ہوئی تھی۔

سیدہ خدیجہؓ کی انہیں بہن ہالہ کا دوسرا نکاح ان کے دیور ربیعہ بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس سے ہوا تھا، پس ربیعہ بن عبدالعزیٰ بھی سیدہ خدیجہؓ کے واسطے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرتے ہیں۔ ہالہ کی تیسری شادی بنوثقیف میں وہب بن عبداللہ ثقفی سے ہوئی تھی جس سے قطن بن وہب پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے وہب بن عبداللہ کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہونے کا شرف حاصل تھا۔ سیدہ خدیجہؓ کی یہ واحد بہن تھیں جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

سیدہ خدیجہؓ کی ایک بہن خالدہ بنت خویلد بھی تھیں جن کے رشتے سے ان کے شوہر علاج بن ابی سلمہ بن عبد العزیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ سیدہ خدیجہؓ کی دوسری بہن رقیقہ بنت خویلد کے رشتے سے عبداللہ بن بجاد بن حارث بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔

اس کے بعد سیدہ سودہ بنت زمعہؓ کے واسطے سے ان کی بہن ام حبیبہ بنت زمعہؓ کے شوہر عشرہ مبشرہ صحابی عبدالرحمٰن بن عوفؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بنے تھے۔ اسی طرح سیدہ سودہؓ کی ایک اور بہن ام کلثوم بنت زمعہ رضی اللہ عنہا تھیں جن کے شوہر حویطب بن عبدالعزیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ سیدہ سودہؓ کی تیسری بہن ہریرہ بنت زمعہ تھیں جن کے رشتے سے ان کے شوہر بدری صحابی معبدؓ بن وہب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ ان معبد بن وہبؓ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ زمین میں اللہ کے شیر ہیں۔

سیدہ عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کی بہن اسماء بنت ابی بکرؓ کے رشتے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور

سیدہ خدیجہؓ کے بھتیجے سیدنا زبیر بن العوامؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ سیدہ عائشہؓ کی بہن ام کلثوم بنت ابی بکرؓ کے واسطے سے عشرہ مبشرہ صحابی سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے جن سے زکریا اور عائشہ پیدا ہوئے تھے۔ یہی طلحہ بن عبید اللہؓ دوسری مرتبہ سیدہ زینب بنت جحشؓ کی بہن حمنہؓ بنت جحش کے رشتے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرے۔ تیسری دفعہ یہی طلحہ بن عبید اللہؓ سیدہ ام سلمہؓ کی بہن قریبہ بنت ابی امیہؓ کے واسطے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بنے تھے۔ گویا سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ کو تین دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

ام المومنین حفصہ بنت عمرؓ کی بہن فاطمہ بنت عمرؓ کے رشتے سے عبدالرحمٰن بن زید بن خطابؓ کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ عبدالرحمٰن بن زید سیدنا عمرؓ کے بھتیجے تھے جو ان کے بھائی زید بن خطاب کے بیٹے تھے۔ اسی طرح رقیہ بنت عمرؓ کے رشتے سے ابراہیم بن نعیم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرتے ہیں۔ سیدہ حفصہؓ کی ایک بہن زینب بنت عمرؓ بھی تھیں جن کی شادی عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ سے ہوئی تھی۔ اس رشتے سے عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہوئے۔ عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ کے بعد ان زینب کا نکاح معمر بن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول سے ہوا۔ اس حساب سے معمر بن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ سیدہ حفصہؓ کی بہن صفیہ بنت عمرؓ کے رشتے سے ان کے شوہر مشہور صحابی سیدنا قدامہ بن معظونؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بنتے ہیں۔

ام المومنینؓ سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہؓ کے رشتے سے سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے کیونکہ ان کی شادی سیدہ ام سلمہؓ کی بہن قریبۃ الصغریٰ بنت ابی امیہ سے ہوئی تھی۔ جبکہ ام سلمہؓ کی دوسری بہن قریبۃ الکبریٰ بنت ابی امیہ سے زمعہ بن الاسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ نے نکاح کیا تھا، اس رشتے سے زمعہ بن الاسود بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرتے ہیں۔ قریبۃ الصغریٰ کے سیدنا معاویہؓ کے نکاح میں آنے سے قبل ابن سعد ان کے سیدنا عمرؓ کے نکاح میں رہنے کا ذکر کرتے ہیں، جن کے طلاق دینے کے بعد ہی سیدنا معاویہؓ نے ان سے نکاح کیا تھا، اس لحاظ سے سیدنا عمرؓ کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہونے کا شرف نصیب ہوتا ہے۔ سیدنا معاویہؓ کے بعد ان قریبۃ الصغریٰ سے سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے نکاح کر لیا تھا پس یوں وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف حضرات کی فہرست میں شامل ہو جاتے ہیں۔ سیدہ ام سلمہؓ کی بہن ریطہ بنت ابی امیہ کے رشتے سے ان کے شوہر سیدنا صہیب بن سنان نمری رومیؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ اسی طرح سیدہ ام سلمہؓ کی دو بہنیں جن کا نام معلوم نہیں ہو سکا، ان کے رشتے سے منبہ بن حجاج سہمی اور عبداللہ بن سعید بن حکم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابو سفیانؓ کے رشتے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلبؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے جن کی شادی ام حبیبہؓ کی بہن ہند بنت ابی سفیانؓ سے ہوئی تھی۔

ام حبیبہؓ کی ایک اور بہن رملہ بنت ابوسفیانؓ کے رشتے سے ان کے شوہر سعید بن عثمان بن عفانؓ کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ سعید بن عثمان کے بعد رملہ بنت ابوسفیانؓ کا نکاح سیدنا سعید بن العاص امویؓ کے بیٹے عمرو الاشدق سے ہوا۔ یوں عمرو الاشدق بن سعید بن العاصؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرے۔ اسی طرح سیدہ ام حبیبہؓ کی ایک اور بہن سیدہ جویریہ بنت ابوسفیانؓ جو سیدہ ہندؓ بنت عتبہ کے بطن سے تھیں کا نکاح عبدالرحمٰن بن حارث بن امیہ الاصغر بن عبد شمس سے ہوا تھا۔ اس رشتے سے عبدالرحمٰن بن حارث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم زلفیت نصیب ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن حارث سے قبل یہ جویریہ سائب بن ابی حبیش بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی زوجیت میں تھیں پس سائب کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم زلف کہا جائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہم زلف صفوان بن امیہ جمحی بھی تھے جن کو ابوسفیانؓ کی دختر امیمہ بنت ابوسفیانؓ بیاہی تھیں۔ صفوان سے نکاح سے قبل امیمہ بنی عامر بن لوی کے حویطب بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں، یوں حویطب بن عبدالعزیٰ اس رشتے سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرے۔ حویطب کے بعد سیدہ امیمہؓ کا نکاح عبداللہ بن معاویہ العبدی سے ہوا جن کو اس رشتے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ سیدہ ام حبیبہؓ کی ایک بہن ام الحکم بنت ابوسفیانؓ بھی تھیں جن کی پہلی شادی عیاض بن غنم فہری سے ہوئی تھی، اس کے بعد یہ بنو ثقیف کے عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ کے نکاح میں آئیں۔ یوں عیاض بن غنم اور عبداللہ بن عثمان دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرے۔

سیدہ ام حبیبہؓ کی ایک بہن صخرہ بنت ابوسفیانؓ تھیں جن کے کافر شوہر سعید بن اخنس بن شریق ثقفی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ اس سعید بن اخنس کے بیٹے ابوبکر بن سعیدؒ نے اپنی خالہ ام حبیبہؓ سے حدیث روایت کی ہیں۔ اسی طرح سے مشہور ثقفی صحابی سیدنا عروہ بن مسعود ثقفیؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے کیونکہ ان کو سیدہ ام حبیبہؓ کی بہن سیدہ میمونہ بنت ابوسفیانؓ بیاہی تھیں۔ سیدنا عروہ بن مسعود ثقفیؓ کی اہل ثقیف کے ہاتھوں شہادت کے بعد میمونہ بنت ابوسفیان سے سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے نکاح کر لیا تھا۔ یوں سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ بھی سیدہ میمونہؓ کے رشتے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرے۔ سیدہ ام حبیبہؓ کی ایک بہن قریبۃ بنت ابوسفیانؓ بھی تھیں جن کی شادی سیدنا علیؓ کے بڑے بھائی عقیل بن ابی طالبؓ سے ہوئی تھی یوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چچا زاد بھائی عقیل بن ابی طالبؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔

ام المومنین سیدہ زینبؓ بنت جحش کی بہن حمنہؓ جحش کا ایک نکاح مصعب الخیر بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار سے ہوا۔ یوں مصعب الخیر جو سابقون الاولون میں سے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بنے۔ انہیں زینب بنت جحش کی ایک بہن ام حبیبہ بنت جحشؓ تھیں جن کا نکاح سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ہوا تھا۔ یوں

عبدالرحمٰن بن عوفؓ اس رشتے سے بھی نبی ﷺ کے ہم زلف بنتے تھے۔

ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارثؓ اور سیدہ زینب بنت خزیمہؓ کے رشتے سے کئی سردارانِ مکہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ سیدہ میمونہ بنت حارث اور سیدہ زینب بنت خزیمہؓ آپس میں ماں جائی بہنیں تھیں۔ میمونہ بنت حارثؓ کی بہن سلمیٰ بنت عمیس کے رشتے سے سیدنا حمزہؓ بن عبدالمطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ سیدنا حمزہؓ کی شہادت کے بعد ان سلمٰی سے شداد بن اسامہ نے نکاح کر لیا تھا، یوں شداد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم زلف ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ بھی سیدہ میمونہؓ کی بہن ام الفضل لبابہؓ بنت الحارث کے رشتے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرے۔ سیدہ میمونہؓ کی بہن اسماء بنت عمیسؓ کے رشتے سے سیدنا جعفرؓ بن ابی طالب، سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا علی بن ابی طالبؓ تینوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بنے تھے کیونکہ سیدہ اسماء بنت عمیسؓ یکے بعد دیگرے ان تینوں کی زوجیت میں آئی تھیں۔ مشہور دشمنِ اسلام ولید بن مغیرہ کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم زلف ہونے کا شرف حاصل تھا کیونکہ اس کو سیدہ میمونہؓ کی بہن لبابۃ الصغریٰ بیاہی تھیں جن سے سیدنا خالد بن ولیدؓ متولد ہوئے تھے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا خالد بن ولیدؓ کے خالو بھی تھے۔ بعینہٖ موذی اسلام ابی بن خلف جمحی جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھوں سے احد کے دن قتل کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم زلف تھا کیونکہ اس کو سیدہ میمونہ بنت حارثؓ کی بہن عصماء بنت الحارث بیاہی تھی۔ ابوجعفر محمد بن حبیب بغدادی نے سیدہ میمونہؓ کی ایک بہن عزہ بنت الحارث کا شوہر عبداللہ بن مالک بن بجیر الہلالی کو بتایا ہے اور اس رشتے سے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم زلف قرار دیا ہے۔ سیدہ میمونہ بنت الحارث کی بہن سلامہ بنت عمیس کا نکاح عبداللہ بن کعب بن عبداللہ خثعمی سے ہوا یوں یہ عبداللہ بن کعب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ عبداللہ بن کعب کے بعد ان سلامہ کا نکاح یزید بن معاویہ بن ابوسفیان کے سسر سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے بھی تھے یوں سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بنتے تھے۔ اگر ماریہ قبطیہ کے رشتے سے دیکھا جائے تو شاعرِ اسلام سیدنا حسان بن ثابتؓ کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم زلفی کا شرف حاصل تھا کیونکہ ماریہ قبطیہؓ کی بہن شیریں سیدنا حسانؓ کی ام ولد تھیں۔

یہ ساری رشتہ داریاں تفصیل کے ساتھ علامہ ابوجعفر محمد بن حبیب بغدادی کی کتاب المحبر میں صفحہ 99 سے 110 میں ''اسلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کی سرخی کے ذیل میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ رشتہ داریوں کے لیے ''الاصابہ فی تمییز الصحابہ'' اور ''طبقات ابن سعد'' میں متذکرہ شخصیات کے تراجم میں تفاصیل موجود ہیں۔ ہمارے مضمون کا ماخذ ''کتاب المحبر''، ''طبقات ابن سعد''، ''نسب قریش''، ''جمہرۃ الانساب'' اور ''الاصابہ'' ہیں۔

مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹیؒ (قسط نمبر:2)

عقیدۂ ایصالِ ثواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں

حدیثی دلائل:

اوراب ملاحظہ ہوں ایصالِ ثواب کے ثبوت وجواز کے حدیثی دلائل

احادیث مبارکہ (''عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ'') میں تو ایصالِ ثواب کا برحق ہونا اس صراحت اور وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ اس کے بعد نہ تو مزید کسی وضاحت کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ اس کے برحق ہونے میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ والتباس ہی باقی رہتا ہے، اور سوائے اس کے کہ اس سے متعلق تمام احادیث کا ہی سرے سے انکار کر دیا جائے، اس کی حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ تفصیل ذیل سے ان شاء اللہ معلوم ہوگا۔

دعا واستغفار کا ایصالِ ثواب:

۱ . عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرْجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ، فَیَقُوْلُ: یَا رَبِّ! اَنّٰی لِیْ هَذِهِ؟ فَیَقُوْلُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ''. (مشکوٰۃ ص:۲۰۵،۲۰۶ ومصنف ابن ابی شیبۃ ج:۳ص:۳۸۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل، جنت میں اپنے نیک بندے کا درجہ بلند کرتے ہیں وہ بندہ عرض کرتا ہے کہ اسے میرے پروردگار! مجھے یہ درجہ کیسے حاصل ہوا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تجھے یہ درجہ ایسے حاصل ہوا کہ تیرے لیے تیرے بیٹے نے مغفرت کی دعا کی تھی۔

۲ ......عنْ أبی أُسَیدٍ الساعدِیّ، أنهُ قال: بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلَّی اللهُ علیهِ وسلَّمَ إذْ جَائَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِی سَلَمَةِ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِیَ مِنْ برِّ أبَوِیَّ شَیْءٌ أبَرَّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ قَالَ: نَعَمْ: اَلصَّلاۃُ عَلَیْهِمَا، وَالْإِسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بعدِهما، وَصِلَةُ الرّحمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ إِلَّا بِهِمَا، وَإِکْرَامُ صِدِیْقِهِمَا. (ابوداؤد ج:۲ص۰۰۷وابن ماجہ ص:۲۶۰)

ترجمہ......حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک بنوسلمہ قبیلے کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی صورت باقی ہے جس کو اختیار کروں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ان کے لیے دعا واستغفار کرنا، ان کے بعد ان کی وصیت کو نافذ کرنا، ان کے متعلقین سے صلہ رحمی

کرنا اوران کے دوستوں سے عزت کے ساتھ پیش آنا۔

ان حدیثوں میں ذکراگرچہ اولاد کی دعا کا ہے والدین کے لیے، ہم بتا آئے ہیں کہ ایصال ثواب صرف رشتۂ ولادت کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ محض ایمانی رشتہ کو بھی شامل ہے جیسا کہ قارئین آئندہ بھی ملاحظہ کریں گے۔

۳...... عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ))''

(صحیح مسلم ج:۲ص:۴۱ وابوداوٗد ج:۲ص:۳۹۸)

ترجمہ...... جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے، مگر تین (عمل) کہ ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے: صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو یا نیک اولاد جو اس (میت) کے لیے دعا کرتی ہو۔

۴...... وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ – رَضِیَ اللّٰهِ عَنْهُمَا – قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: "مَا الْمَيِّتُ فِی الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيقِ الْمُتَغَوِّثِ، يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ، أَوْ أُمٍّ، أَوْ أَخٍ، أَوْ صَدِيقٍ، فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الِاسْتِغْفَارُ لَهُمْ"

(شعب الایمان للبیہقی ج:۲ص:۲۰۳)

ترجمہ...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میں مردہ ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی شخص (پانی میں) ڈوب رہا ہو اور کسی کو مدد کے لیے پکار رہا ہو، وہ (ہر وقت) انتظار میں رہتا ہے کہ اس کو اس کے باپ یا ماں یا بھائی کسی دوست کی طرف سے کوئی دعا پہنچے، جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو یہ دعا کا پہنچنا اس کو دنیا ومافیہا کی چیزوں سے بڑھ کر محبوب ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ قبر والوں کے لیے دنیا والوں کی طرف سے بھیجی گئی دعا (کا ثواب) پہاڑوں کی مانند پہنچاتا ہے اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لیے بہترین تحفہ ان کے لیے دعائے مغفرت ہے۔

اس حدیث میں اب اور ام یعنی ماں، باپ کے ذکر کے بعد اخ اور صدیق یعنی بھائی اور دوست کا ذکر کرنا، نیز ''مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ'' اور ''هَدِيَّةُ الْاَحْيَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ'' فرمانا یہ اس بات کے واضح قرآئن وشواہد ہیں کہ ایصال ثواب صرف ماں باپ اور اولاد کے ساتھ ہی خاص نہیں، بلکہ تمام اہل ایمان کو عام ہے، جو کوئی بھی مؤمن مرد، عورت جس کسی بھی مومن مرد، عورت کو ایصال ثواب کرے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کا وہ ثواب اس تک پہنچا دیتے ہیں۔

۵...... طبرانی نے اپنے کتاب ''الاوسط'' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

" أُمَّتِي أُمَّةٌ مرحومةٌ، تَدْخُلُ قُبُوْرَهَا بِذُنُوْبِهَا، وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِهَا لَا ذُنُوْبَ عَلَيْهَا، يُمَحَّصُ عَنْهَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَهَا"۔(رواہ الطبرانی فی الاوسط بحوالہ تفسیر مظہری ج:۹ص:۱۲۷عربی)

ترجمہ:......میری امت، مرحومہ امت ہے، قبروں میں داخل ہوتی ہے اپنے گناوں کے ساتھ (لیکن) قبروں سے نکلے گی بغیر گناہوں کے (وہ اس طرح کہ) اہل ایمان اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے (رہتے) ہیں جس کی وجہ سے وہ گناہوں سے پاک صاف ہوتی (رہتی) ہے۔

دیکھئے! یہاں دعائے مغفرت تو کر رہے ہیں زندہ اہل ایمان لیکن اس کے ذریعہ سے بخشش ہو رہی ہے مردہ اہل ذنوب کی، یعنی سعی تو ہے ایمان دار زندوں کی اور فائدہ پہنچ رہا ہے گناہ گار مُردوں کو، یہی ایصال ثواب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر بھی امت مرحومہ کا فرما رہے ہیں صرف باپ اور بیٹے کا نہیں فرما رہے۔

۶......عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً.(رواہ الطبرانی فی الکبیر بحوالہ معارف الحدیث از مولانا نعمانیؒ ج:۵ص۳۲۵)

ترجمہ:......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اس کے لیے ہر مؤمن مرد اور عورت کے حساب سے ایک نیکی لکھی جائے گی۔

استغفار کرنے والے کے لیے ہر مومن مرد وعورت کے حساب سے یہ نیکیاں اسی لیے لکھی جاتی ہیں کہ اس نے مؤمن مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرکے ان پر احسان کیا ہے، اور یہ احسان تبھی ہوسکتا ہے جب کہ ان مؤمن مردوں اور عورتوں کو اس استغفار کا فائدہ پہنچے۔

۷......وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً، أَوْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً – أَحَدَ الْعَدَدَيْنِ – كَانَ مِنْ الَّذِينَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ، وَيُرْزَقُ بِهِمْ أَهْلُ الْأَرْض

(رواہ الطبرانی فی الکبیر بحوالہ معارف الحدیث ج:۵ص:۳۲۶)

ترجمہ:......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عام مؤمنین ومؤمنات کے لیے ہر روز ستائیس دفعہ اللہ تعالیٰ سے بخشش اور مغفرت کی دعا کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں میں سے ہوجائے گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے۔

یہ اعزاز استغفار کرنے والے کو اس لیے ملا کہ اس نے مؤمنین ومؤمنات کو اپنے اس استغفار سے اخروی

فائدہ پہنچانے کی کوشش کی ہے۔اوراپنے کسی نیک عمل سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا یہی ایصال ثواب ہے۔

۸......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے ہم التحیات میں جبرائیل ومیکائیل وغیرہ کا نام لے کر سلام پڑھا کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح نہ کہا کرو بلکہ اس طرح کہا کرو، پھر وہی التحیات تعلیم فرمائی جو آج کل عام طور پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اس سلسلے میں (السلام علینا وعلی عباد الله الصالحين) سے متعلق فرمایا:

”فَاِنَّكُمْ اِذَاقُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلّ عَبْدٍ صَالِحٍ لِلّٰهِ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْض......الخ“

(صحیح بخاری ج:اص:۱۱۵ج ۲ص:۹۲۱صحیح مسلم ج:اص:۱۷۳،ابوداؤد ج:اص:۱۳۹،ابن ماجہ ص:۶۴)

ترجمہ: جب تم یہ کہو گے تو آسمان وزمین میں موجود ہر نیک بندے کو تمہاری یہ دعا پہنچ جائے گی لہٰذا نام بنام، سلام بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

تلاوت قرآن کا ایصال ثواب:

۹:......عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا:مَنْ مَرّ علَى الْمَقَابِرِ فَقَرَأ فيها إحدى عشرةَ مرّةً: قُل هوَ اللّهُ أحدٌ ثمّ وَهَبَ أجرَهُ للأمواتِ؛ أُعْطِيَ منَ الأجرِ بعددِ الأمواتِ۔ (اعلاء السنن ج:۸ص۲۸۷)

ترجمہ: حضرت علیؓ کی مرفوع حدیث ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جو شخص قبرستان سے گزرے اور وہاں گیارہ مرتبہ قل ہواللہ احد (پوری سورت) پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب اس قبرستان کے تمام مردوں کی تعداد کے موافق اس کو (بھی) عطا فرماتے ہیں۔

یعنی اس قبرستان کے جن مردوں کو وہ اپنی تلاوت کا ثواب ہدیہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام مردوں کو تو وہ ثواب پہنچاتے ہی ہیں خود اس کو بھی ان کی تعداد کے موافق اس کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

۱۰...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ، ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَأَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ .ثُمَّ قَالَ: إِنِّي جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، كَانُوا شُفَعَاءَ لَهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج:۴ص:۱۹۸،اعلاء السنن ج:۸ص:۲۸۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورۃ فاتحہ، قل هو الله احد اور الهاكم التكاثر پڑھ کر یوں کہے کہ اے اللہ میں نے جو تیرا کلام پڑھا ہے اس کا ثواب میں نے اس قبرستان کے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بخش دیا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ مردے اس کی شفاعت کریں گے۔

شفاعت اسی لیے کریں گے کہ اس نے تلاوت کلام اللہ کا ثواب ہدیہ کر کے ان کو فائدہ پہنچایا تھا، کل قیامت کے دن وہ اس کی شفاعت کر کے اس کو فائدہ پہنچائیں گے۔

۱۱۔ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُورَةَ یس خُفِّفَ عَنْهُمْ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَنْ فِيهَا حَسَنَاتٌ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج:۴ص ۱۹۸، اعلاء السنن ج:۸ص:۲۸۸)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں جائے پھر سورہ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ ان مردوں سے عذاب ہلکا کر دیتا ہے اور قبرستان کے مردوں کی تعداد کے موافق اس شخص کے لیے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

یٰسین پڑھنے کا مطلب یہ کہ یٰسین پڑھ کر اس کا ثواب اس قبرستان کے مردوں کو بخشے اور اس سے ان کے عذاب میں تخفیف کا راز اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ یہ ثواب ان تک پہنچتا اور اس سے ان کو فائدہ ہوتا ہے۔

۱۲۔ عن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِقْرَؤُا یٰسین عَلٰی مَوْتَاكُمْ (ابوداؤد ج:۲ص ۴۴۵)

ترجمہ: ......حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں پر سورۃ یٰسین پڑھا کرو۔

ظاہر ہے کہ مردوں پر سورۃ یٰسین پڑھنے کا ان کو فائدہ ہی ہوتا ہے تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پڑھنے کا ارشاد فرما رہے ہیں اگر مردوں کو اس کا فائدہ نہ پہنچتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہرگز ہرگز ارشاد نہ فرماتے۔ (جاری ہے)

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SINCE 1968
Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان
Email:saleemco1@gmail,com

سید سلمان گیلانی رحمہ اللہ

نظم

سید سلمان گیلانی رحمہ اللہ نے گزشتہ برس 50 سالہ فتح ربوہ گولڈن جوبلی احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر تشریف لا کر اسی مناسبت سے نظم پڑھنی تھی لیکن شدید علالت کے باعث نہ آ سکے اور یہ پیغام قائد احرار سید محمد کفیل بخاری مدظلہ کو ارسال کیا ”میں نے آج چناب نگر مجلس احرار اسلام کی گولڈن جوبلی تقریب کے آخری جلسہ میں جانا تھا۔ کل سے اسلام آباد میں ہوں۔ رات سے طبیعت خراب ہے۔(بلڈ پریشر اور شوگر کی وجہ سے) سو آج شریک نہ ہو سکا تاہم وہ نظم آپ سب کی نذر کر رہا ہوں جو اس جلسہ میں پڑھنے کا ارادہ تھا“۔

06 شعبان 1447ھ مطابق 27 جنوری 2026ء دارِ بنی ہاشم ملتان اچانک ملاقات کے لیے تشریف لائے ان دنوں سالانہ 10 روزہ ختم نبوت کورس جاری تھا۔ جس میں شریک ہوئے اور یہ نظم خود پڑھ کر سنائی۔ یہ نظم ان کی احرار، امیر شریعت اور خاندان امیر شریعت سے محبت و تعلق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کے والد سید امین گیلانی رحمہ اللہ سراپا احرار تھے اور وہی نسبت و تعلق سید سلمان گیلانی رحمہ اللہ کو بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں آمین۔ (سید عطاء المنان)

میرے آقا مرے سرکار میں قرباں جاؤں — سو بھی جانیں ہوں تو سو بار میں قرباں جاؤں
جان و دل کر دیں گے سرکار کی حرمت پہ نثار — ہم ہیں احرار رضاکار میں قرباں جاؤں
ہم کو ہے ختم نبوت کی حفاظت کا جنوں — جاں بھی دینے کو ہیں تیار میں قرباں جاؤں
آج سے نصف صدی (1) قبل جب آئے تھے یہاں — یاد ہے مجھ کو وہ یلغار میں قرباں جاؤں
سربکف نکلے بخاری کے بہادر بیٹے (2) — ساتھ تھے گنتی کے احرار میں قرباں جاؤں
قافلہ جب چلا احرار کا سوئے ربوہ — کون تھا قافلہ سالار میں قرباں جاؤں
بھول سکتا نہیں میں واہ وہ بے باکانہ — لالہ محسن (3) ترا کردار میں قرباں جاؤں
جس کو سن کر لرز اٹھتا تھا خلافت کا محل — پیر جی (4) کی تھی وہ للکار میں قرباں جاؤں
دل میں اک جذبہ لیے بے سر و ساماں نکلے — کوئی بندوق نہ تلوار میں قرباں جاؤں
آپ ماں باپ سے اولاد سے جاں سے ہیں عزیز — جھوٹ بولوں تو گنہگار میں قرباں جاؤں
ناخدا کشتیٔ احرار کا ہے اب تو کفیل (5) — ہے ترے ہاتھ میں پتوار میں قرباں جاوں
یا تو گیلانؔی کو روضے کی زیارت ہو نصیب — یا ہو پھر خواب میں دیدار میں قرباں جاؤں

حواشی

(1) آج سے پچاس سال قبل جون 1975 میں مجلس احرار اسلام نے چناب نگر میں مسلمانوں کا پہلا مرکز قائم کیا۔

(2) ابناء امیر شریعت رحمہم اللہ بے سروسامانی کے عالم میں چناب نگر داخل ہوے۔

(3) ابن امیر شریعت فاتح ربوہ مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ (4) ابن امیر شریعت پیر جی سید عطاء المھیمن بخاری رحمہ اللہ

(5) سید محمد کفیل بخاری (امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوراللہ فارانی

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کتابوں کے درمیان

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کسی زمانے میں خوب پڑھا۔ کتاب اور مطالعۂ کتب سے رشتہ ہمیشہ برقرار رکھا، مگر عوامی زندگی میں قدم رکھنے کی وجہ سے کتاب سے وہ وابستگی نہ رہی جو کسی گوشہ نشین یا مدرس عالم کو ہونا چاہیے، مگر بہ ایں ہمہ کتاب سے ہمیشہ تعلق رہا، جیل میں اور فرصت کی گھڑیوں میں کام کی کتابیں زندگی بھر مطالعہ میں رہیں۔ خواجہ عبدالحیٔ فاروقی لکھتے ہیں:

جب حضرت شاہ جی ملتان جیل میں قید تھے، مجھے خط بھیجا کہ جگر مرادآبادی مرحوم کا جتنا کلام مکتبہ (جامعہ) شائع کر چکا ہے۔ سب میرے پاس قیمتاً بھیج دو۔ میں نے ان کے ارشاد کے مطابق حضرت جگر کا تمام کلام ہدیۃً ان کی خدمت میں ملتان بھیج دیا۔(۱)

شاہ جیؒ خاص شخصیات کی کثرتِ مطالعہ کے پیش نظر کبھی کبھار دوران ملاقات فرمایا کرتے ''میں نے تو اپنی کتابوں کی گرد بھی نہیں جھاڑی ہے۔'' جیسے کہ علامہ اقبال سے ملاقات کے دوران فرمایا تھا، جواب میں علامہ اقبال نے فرمایا: ''شاہ جی آپ تو دلوں اور دماغوں سے گرد جھاڑتے ہو۔''(۲)

شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

شاہ جیؒ اصطلاحاً کتابی نہ تھے، ابتدائی مطالعہ ہی سے سیر تھے۔ ان کے غور وفکر کا اصل محور قرآن مجید تھا جب کبھی تنہا ہوتے پڑھتے، سوچتے اور سر دھنتے، کوئی اچھی کتاب بالخصوص دینیات یا اسلامیات پر مل جاتی تو بڑے انہماک سے پڑھتے۔ تاریخ سے ایک گونہ دلچسپی تھی، لیکن سیاسی تاریخ سے خصوصی بغض تھا، کلام ہر شاعر کا دیکھتے اور اس کی داد بھی دیتے، کوئی باقاعدہ لائبریری نہ تھی۔ امرتسر میں بعض نادر کتابیں اسلامیات پر جمع کی تھیں جن میں ''الہلال'' کے فائل وغیرہ بھی تھی مگر امرتسر لٹا تو وہ بھی غارت ہو گئیں۔ میرزائیت کے لٹریچر کو اپنی تبلیغی مہم کے لئے انتقادی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے اور پرکھتے، اخبار مستقلاً پڑھتے۔ بعض اخبارات کو ہاتھ تک نہ لگاتے کیونکہ ان پرچوں کی بجائے ان کے پرچہ نویسوں کو پڑھ چکے تھے، جدید لٹریچر سے انہیں کوئی واسطہ نہ رہا۔ بالخصوص کہانی، ناول اور افسانہ سے کوئی ربط نہ تھا۔ جدید شاعری میں نظم آزاد اور نظم معریٰ کو نہ صرف مضحک خیال کرتے بلکہ بعض معریٰ ابیات کی پیروڈی کی۔ جس کتاب کو اپنے نقطۂ نگاہ سے مفید سمجھا اس کے لیے اشتہار بن گئے۔ ایک زمانہ میں سید محمد طفیل منگلوری کی کتاب ''مسلمانوں کا روشن مستقبل'' کا مطالعہ ہر سیاسی کارکن پر فرض کر دیا، مدتوں علامہ اقبال کا کلام ساتھ رکھا لیکن حقیقت

یہ ہے کہ کتابی مطالعہ بہت تھوڑا اور انسانی بہت زیادہ تھا، فرماتے: جس زمانے میں پڑھتا تھا تو شب و روز پڑھتا تھا اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بہت سی کتابوں کے پڑھنے سے چند کام کی کتابیں پڑھ لینا بہتر ہے۔(۳)

پاک و ہند کے اہل علم و ادب کے ساتھ آپ کا علمی ادبی تعلق اُستوار تھا، امرتسر کے گھر میں کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ تھا، احباب اپنی علمی و ادبی دوستی کی بنا پر آپ کی خدمت میں اکثر و بیشتر کتابوں کے تحفے پیش فرماتے، خود بھی اپنے کتابی ذوق کے تحت کتابیں خریدتے اور مطالعہ میں رکھتے، کچھ کتابی تحائف کا تذکرہ مضمون کے حسن میں نکھار پیدا کرنے کے لیے زیب قرطاس ہے۔

اُم کفیل بخاری لکھتی ہیں:

وزارتی مشن کے دنوں میں ابا جی ایک روز مولانا (ابوالکلام آزاد) سے ملاقات کے لیے گئے تو شیخ حسام الدین اور شورش کاشمیری ساتھ تھے۔ غبارِ خاطر چھپ چکی تھی اس کا ایک نسخہ اپنے دستخط کے ساتھ ہدیہ کیا۔ لکھا تھا: ’’برائے صدیقِ عزیز سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری‘‘۔ اس سے پہلے ’’تذکرہ‘‘ اور ’’ترجمان القرآن‘‘ بھی ابا جی کو ہدیتہً ہی دی تھیں۔ ان پر لکھا تھا ’’برائے محبِ عزیز سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب‘‘ غبارِ خاطر پر صدیق عزیز دیکھ کر میں نے کہا ابا جی اب آپ کے مرتبہ میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ابا جی مسکرانے لگے۔ یہ تمام کتابیں تقسیم کے وقت امرتسر میں ہی رہ گئیں۔(۴)

شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

کوئی کتاب ہاتھ آ گئی تو جب تک پڑھ نہ لی شریک سفر رہی، ان دنوں ’’غبارِ خاطر‘‘ کا دستخطی نسخہ ہمراہ تھا۔ اس کا مطالعہ شروع کیا تو اپنی کہانی بھی کہنے لگے، حافظہ کی گرہیں کھلنے لگیں انہیں عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور ملتانی کے بے شمار شعر، مثنویاں، قصیدے، مسدسیں، مخمسیں، نوحے، نعتیں، غزلیں، نظمیں از بر تھیں اور مولانا آزادؒ کی طرح اپنے حافظے پر انہیں بھی بڑا ناز تھا۔

’’یہ اشعار آج سے کوئی تیس سال پہلے پڑھے تھے، فلاں شعر شاد عظیم آبادی سے سُنا تھا اب تک یاد ہے، نظیری کے فلاں فلاں شعر نانا مرحوم کے بیاض سے نقل کئے تھے میاں! فارسی کا ذوق تو اب عنقا ہو رہا ہے، ادھر اردو بھی اب نئے نئے تجربوں کی زد میں ہے۔ شاعری نے ایک نیا بچہ جنا ہے، نظم معریٰ یا نظم آزاد، مرزا غلام احمد کی نبوت اور نظم معریٰ میرے لئے ناقابل فہم ہیں۔ لعنت بر پدر فرنگ!(۵)

علامہ انور صابری (دیوبند)

معروف قومی و سیاسی شاعر تھے اور مجلس احرار میں شامل تھے۔ شاہ جیؒ سے بے پناہ عقیدت تھی اور دل و جان سے اُن پر فدا تھے۔ تقسیم ہند سے قبل ’’کلیاتِ شاد عظیم آبادی‘‘ اس شعر کے ساتھ شاہ جیؒ کی نذر کی تھی

به بسم الله مجريها و مرسٰها — کلامِ شاد کو نذرِ عطاء اللہ کرتا ہوں(۶)

تقسیم سے قبل امرتسر میں حضرت امیر شریعت کے ذاتی کتب خانہ میں عزیز ہندی مرحوم کی کتاب ''زوالِ غازی امان اللہ'' موجود تھی جس کے سرنامے پر یہ عبارت تحریر تھی:

''وہ جو مجھے خادمانِ ملی کی صف میں سب سے پیارا اور باوصف دکھائی دیتا ہے۔ اس کی خدمت میں اپنی یاد کے طور پر تقدیم کرتا ہوں'' عزیز ہندی (۷)

ام کفیل بخاری کی روایت ہے کہ فیض احمد فیض کا پہلا شعری مجموعہ ''نقش فریادی'' ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا تو انہی دنوں کسی ملاقات میں انہوں نے پیش کیا، جو اباجی کے ذاتی کتب خانہ (امرتسر) میں موجود تھا۔ سرورق پر لکھا تھا۔

''محترم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمت میں عقیدت سے'' فیض (۸)

شاہ جی کے امرتسر کے گھر کی جس لائبریری کا اوپر ذکر ہوا، مارچ ۱۹۴۷ء میں جب آپ بے سروسامانی کے عالم میں لاہور تشریف لائے تو اس دوران بلوائیوں نے آپ کا مکان جلا کر خاکستر کر دیا اور ان کی لائبریری کو ردی کی طرح پھینک کر نیلام کر دیا۔ شاہ جی کو ان کتابوں کی ضیاع کا کتنا دکھ تھا، ۲۰ اگست ۱۹۴۷ء کے ایک مکتوب میں اس کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

میرا ایک مکان خاک میں مل چکا ہے، دوسرا جس میں رہتا تھا، ابھی تک تو موجود ہے۔ میری زندگی کی ساری کمائی یعنی میری ساری کتابیں اور سامان زندگی وہیں ہے۔ اللہ کے حوالے ہے۔ ابھی تک کوئی صورت سامان برآمد کرنے کی نظر نہیں آتی۔

جانباز مرزا لکھتے ہیں:

اپنے علمی اثاثے کے ضائع ہونے کا تو انہیں زندگی بھر احساس رہا، جب کبھی مسائل پر بحث چھڑتی تو فوراً ان کا ذہن اپنی امرتسر والی لائبریری پر جاتا اور ساتھ ہی سرد آہ بھر کر خاموش ہو جاتے۔ (۹)

ان لٹی ہوئی کتابوں میں دو کتابیں واہگہ سرحد سے ہوتی ہوئی پاکستان پہنچیں ان میں سے ایک کتاب شاہ جی کے ہاتھوں پہنچی، لیجئے عبدالمجید قریشی کی زبانِ قلم سے یہ دلدوز کہانی پڑھتے ہیں۔

مجھے (یہ واقعہ) مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب مرحوم مالک دواخانہ سلیمانی جہانیاں نے سنایا تھا۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کے قیام کو ابھی چند ماہ گزرے تھے کہ ان دنوں واہگہ کی سرحد پر دونوں ملکوں کے شہریوں میں تبادلے کا سلسلہ چل رہا تھا۔ اور سکھ تاجر من جملہ اور اشیاء کے نادر و نایاب اسلامی کتابیں کوڑیوں کے مول فروخت کر جاتے تھے۔ یہ گرانمایہ کتابیں مشرقی پنجاب کے اسلامی کتب خانوں کی متاع بے بہا تھیں۔ مشرقی پنجاب کے خونیں ہنگاموں میں ہزارہا کتابیں نذر آتش کر دی گئیں۔ کتنی ہی کتابوں کو دریا برد کر دیا گیا۔ قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کے اوراق بازاروں میں روندے گئے۔ بہر حال جو کتابیں محفوظ رہ گئیں وہ اسی طرح فروخت کی جا رہی تھیں۔ ان بیچنے والوں کو کیا معلوم کہ یہ کس کان کے جواہر یکتا ہیں۔ اور ان کے خریدنے اور جمع کرنے والوں نے خدا

جانے کس کس طرح خریدا اور جمع کیا تھا۔ انہی ایام میں ایک صاحب نے میرے لیے دو کتابیں خریدیں جن میں سے ایک مولانا اشرف علی تھانوی کی مشہور تفسیر ''بیان القرآن'' تھی۔ جس کی بارہ جلدیں (حصے) یکجا مجلد تھیں۔ اس کتاب کو صرف پانچ روپے میں خریدا گیا تھا حالانکہ اس زمانے میں یہ بالکل نایاب تھی۔ اور سوسوا سو روپے سے کم نہیں ملتی تھی۔ دوسری کتاب ''مفردات امام راغب'' تھی۔ اس کتاب کا شمار بھی نہایت کمیاب کتابوں میں ہوتا تھا۔ اور یہ صرف دو روپے کے عوض حاصل کی گئی تھی۔ اس کتاب کے سرورق پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ''پیش کش من جانب محمد گل شیر بخدمت گرامی مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کتاب کو مولانا محمد گل شیر شہیدؒ نے حضرت شاہ جی کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ اور جب فسادات امرتسر میں دوسرے کتب خانوں کے ساتھ ساتھ شاہ جی کا کتب خانہ بھی لٹا تو کتابیں بکھر بکھر کر فروخت ہونے کے لیے واہگہ کی سرحد پر آ گئیں۔ مجھے جب اس کتاب کا تعلق شاہ جی کی ذات گرامی سے معلوم ہوا تو میں بے چین ہو گیا اور اگلی مرتبہ جب لاہور جانا ہوا تو اسے اپنے ساتھ لیتا گیا۔ تاکہ اسے شاہ جی کے حوالے کر دوں۔ میں اس مقصد کے لیے سب سے پہلے مجلس احرار کے دفتر پہنچا جہاں ان دنوں شاہ جی تشریف فرما تھے۔ چونکہ شاہ جی اس وقت کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ اس لئے ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ تاہم کتاب کو میں نے دفتر کے ایک صاحب کے سپرد کر دیا اور تاکید کی کہ اسے شاہ جی کی خدمت میں میری جانب سے پیش کر دیا جائے۔ شاہ جی کو جب کتاب ملی تو سنا ہے کہ شدت غم سے ان کی آنکھوں میں آنسو چھلک اُٹھے۔ ملاقات ہوئی تو بڑی ممونیت کا اظہار فرمایا اور پھر اس واقعے کا ذکر مختلف محفلوں اور متعدد تقریروں میں بطور خاص کیا۔ اس واقعے کا تحیر کن اور ناقابل فراموش پہلو یہ ہے کہ پہلی کتاب یعنی تفسیر بیان القرآن بھی حضرت شاہ صاحب ہی کی ملکیت تھی۔ یہ تفسیر آج بھی ہمارے کتب خانے میں موجود ہے۔ اور اس کے مختلف مقامات دیکھنے کا مجھے متعدد بار موقع ملا لیکن اس حقیقت کا پتہ مجھے شاہ جیؒ کی حیات میں نہ چلا بلکہ ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد یہ بات معلوم ہوئی اور وہ یوں کہ جس مقام پر بیان القرآن کی چوتھی جلد ختم ہوتی ہے وہاں ایک گوشے میں شاہ جی نے اپنے دست مبارک سے ''احقر عباد اللہ السید شرف الدین احمد المعروف بہ سید عطاء اللہ البخاری العظیم آبادی غفرلہ الباری'' تحریر فرمایا ہوا تھا۔ مجھے شاہ جی کے یہ الفاظ دیکھ کر نہایت افسوس ہوا لیکن میں کیا کر سکتا تھا۔ شاید اللہ تعالی کو یہی منظور تھا کہ ان کی یہ علمی نشانی میرے پاس ہی رہے۔ (۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کو تنقیدی نظر سے مطالعہ میں رکھتے ان کتابوں کے اقتباسات کے اقتباسات از بر تھے جس سے اپنے خطبات میں قادیانیت کی تار و پود بکھرنے کے لیے بطور دلیل کے پیش فرماتے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری تحریر فرماتے ہیں:

''مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب سے ہمارے ذاتی اور خاندانی مراسم ہیں۔ وہ ہمارے عزیز ہیں۔ ان کا کوئی بھی کام ہو، ہم اس میں مدد کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے ان شاء اللہ۔ اس لیے اس مقدمہ کے دوران وہ خود مع مولوی

محمد قاسم شاہجہان پوری صاحبان آئے اور مرزائی لٹریچر کی اعانت چاہی تو ہم نے بحکم قرآن ''وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر '' ذخیرہ لٹریچر مرزائیہ کھول دیا۔ آپ جو کچھ لے جا سکتے تھے لے گئے۔ اس کے بعد پھر ان کا طلبی خط آیا جو یہ ہے۔

امرتسر سٹیشن ۹ جنوری ۱۹۳۵ء

مکرمی محترمی !السلام علیکم

حکیم غوث محمد کو یہ رقعہ دے کر خدمت میں بھیجتا ہوں۔ ۱۹۲۹ء کا ''ریویو آف ریلی جنز'' (قادیانی رسالہ) ان کو آج ہی عنایت فرما دیں، اس کی سخت ضرورت ہے۔ بار بار آپ کو تکلیف اس لیے دیتا ہوں کہ اور کوئی صاحب نظر نہیں آتے۔ ''الفضل'' کا سارا فائل اس وقت تک محفوظ ہے اور اس وقت کام دے رہا ہے۔ میں انتخاب نہیں کر سکتا کہ کون سا رکھوں اور کون سا واپس کر دوں۔ سب ہی کام دے رہا ہے، رہنے دیں۔ یہ کام بھی آخر اہمیت رکھتا ہے۔

والسلام

دعا گو عطاء اللہ بخاری (۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے بارے میں ان کی رائے کیا ہے وہ بھی ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں (اگلی قسط میں): مرزا جی کی کتابوں میں وہ غلاظت ہے جسے دیکھ کر شرافت دم توڑ دیتی ہے۔ حیاء رخصت اور ایمان غارت ہو جاتا ہے۔ (۱۲)

☆......☆......☆

حوالہ جات:

(۱) ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر، ج ۱ ص ۳۶۰

(۲) ہفت روزہ چٹان لاہور، جلد ۱۵، شمارہ ۱-۲، ۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء ص ۱۹

(۳) سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سوانح و افکار، شورش کاشمیری، ص: ۶۰

(۴) سیدی و ابی، ام کفیل بخاریؒ، ص ۱۶۸، ۱۶۹ (۵) سید عطاء اللہ شاہ بخاری سوانح و افکار، شورش کاشمیری، ص ۲۵

(۶) سیدی و ابی، ام کفیل بخاریؒ، ص ۱۷۹ (۷) ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر، ج ۱، ۱۱۹

(۸) سیدی و ابی، ام کفیل بخاریؒ، ص ۱۴۴

(۹) حیات امیر شریعت، جانباز مرزا، مکتبہ احرار لاہور، اشاعت ۲۰۱۸ء، ص ۳۱۰

(۱۰) ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر، ج ۱ ص ۵۳۴، ۵۳۵

(۱۱) ہفت روزہ ''اہل حدیث'' امرتسر، ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء (۱۲) خطاب احاطہ خانساماں لکھنؤ ۲۲، اگست ۱۹۳۵ء

رخشندہ علوی (چکڑالہ میانوالی)

گمنام مجاہدِ اسلام، محافظِ ختمِ نبوت
مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ

لاج رکھ لیں حضور ﷺ میں آپ سے وابستہ ہوں	دست بستہ ہوں، شکستہ ہوں، بہت خستہ ہوں

بحیثیتِ مسلمان میرا یہ غیر متزلزل ایمان اور عقیدہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کا ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ عقیدۂ ختمِ نبوت پر کامل یقین نہ رکھتا ہو۔ تحفظِ ختمِ نبوت صرف علما یا دینی جماعتوں کی ذمہ داری نہیں بلکہ دنیا کے ہر اس مسلمان کا فرض ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر ایمان رکھتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں جھوٹی نبوت کے فتنے نے سر اٹھایا، مگر اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں ایسے مردانِ حق بھی پیدا کیے جنہوں نے اپنی جانوں کی پروا کیے بغیر اس فتنے کا مقابلہ کیا۔ برصغیر پاک و ہند میں جب مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو یہ صرف ایک فرد کا دعویٰ نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کے ایمان، ان کے عقائد اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ تھا۔ دشمن بخوبی جانتا تھا کہ مسلمان اپنی عبادات اور معاملات میں کوتاہی کر سکتے ہیں، لیکن عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا سرمایہ ہے جو ایک عام مسلمان کی غیرتِ ایمانی کو بھی بیدار کر دیتا ہے، اور وہ تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے برصغیر میں امیرِ شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیت کو منتخب فرمایا، جنہوں نے تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کو نئی روح اور نئی قوت عطا کی۔

آج میں اسی تحریک کے ایک ایسے گمنام مگر عظیم سپاہی کو خراجِ عقیدت پیش کرنا چاہتی ہوں جن کی خدمات سے تحریکِ احرار اسلام کے اکابرین تو بخوبی واقف ہیں، مگر عام لوگوں کی نگاہیں ان کے کردار سے زیادہ آشنا نہیں۔ وہ ہمارے جدِ امجد مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1901ء میں چکڑالہ میں ہوئی، جبکہ آپ کا وصال 12 مارچ 1993ء، بمطابق 17 رمضان المبارک 1413ھ کو ہوا۔ آپ نے 94 سال کی بابرکت عمر پائی۔ آپ کی پوری زندگی دینِ اسلام، تحریکِ احرار اور بالخصوص تحفظِ ختمِ نبوت کے مقدس مشن کے لیے وقف رہی۔ اخلاص، استقامت، زہد، تقویٰ اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شخصیت کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپ نے دنیاوی آسائشوں پر دین کی سربلندی کو ترجیح دی اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے وقف رکھا۔ آج بھی آپ کی

خدمات اہلِ حق کے لیے مشعلِ راہ ہیں اور آپ کی جدوجہد آنے والی نسلوں کے لیے ایک روشن مثال ہے۔

جب قادیان میں مرزائیت اپنی جڑیں مضبوط کر رہی تھی تو امیرِ شریعت نے فیصلہ کیا کہ وہاں ایک مستقل مبلغ تعینات کیا جائے۔ اعلان کیا گیا کہ جو اس ذمہ داری کو قبول کرے، وہ یہ جان لے کہ شہادت بھی اس کا مقدر بن سکتی ہے۔ اس نازک وقت میں ہمارے جدِ امجد مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا تردد اس ذمہ داری کو قبول کیا اور قادیان میں جا کر برسوں تک تحفظِ ختمِ نبوت کا پرچم بلند رکھا۔ انہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، مالی مشکلات جھیلیں، ہر طرح کی مخالفت کا سامنا کیا، مگر ان کے عزم و استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی۔

جن کو ہے ختمِ نبوت کی حفاظت کا جنون		قسم اللہ کی یہی لوگ ہیں قسمت والے

مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ان بے مثال قربانیوں، خدمات اور قادیان میں قیام کے دوران پیش آنے والے ایمان افروز واقعات کی تفصیل انہوں نے اپنی معروف کتاب ''مشاہداتِ قادیان'' میں نہایت وضاحت کے ساتھ قلم بند کی ہے۔ یہ کتاب آج کل میرے زیرِ مطالعہ ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اسی کتاب نے مجھے اپنے اس عظیم بزرگ کی شخصیت کو ایک نئے زاویے سے پہچاننے کا موقع دیا۔ کتاب کا ہر صفحہ ان کی استقامت، اخلاص، جرأت، صبر اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دیتا ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے بار بار دل میں یہ احساس جاگتا ہے کہ ہم نے کس قدر عظیم انسان کو کھو دیا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ جب وہ ہمارے درمیان موجود تھے تو ہماری کمسنی نے ہمیں ان کی عظمت اور ان کی خدمات کا صحیح ادراک نہ ہونے دیا۔

مجھے آج بھی ان کا نورانی چہرہ، سفید لباس، ہاتھ میں عصا اور انگلیوں پر تسبیح کے نشانات یاد ہیں۔ ہمارے گھر ایک اندرونی دروازے کے ذریعے آپس میں منسلک تھے، اس لیے ہمیں ان کی قربت نصیب رہی، لیکن عمر کی ناپختگی نے ہمیں ان کی شخصیت کی گہرائی کو سمجھنے کا موقع نہ دیا۔ آج محسوس ہوتا ہے کہ ہم کس عظیم ہستی کے سائے میں پروان چڑھ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے خاندان کا تعلق آج بھی اسی مشن سے قائم ہے۔ میرے والد محترم محمد عبداللہ علوی صاحب آج بھی مجلسِ احرار اسلام کی مجلسِ شوریٰ کے رکن اور احرار اسلام میانوالی کے امیر ہیں اور تحفظِ ختمِ نبوت کی اس عظیم خدمت سے وابستہ ہیں۔ میری دعا ہے کہ یہ نسبت اور یہ سعادت ہماری آنے والی نسلوں تک منتقل ہوتی رہے، کیونکہ ممکن ہے قیامت کے دن یہی خدمت ہمارے لیے نجات کا ذریعہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے، ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی تمام قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حجت نہ پیش کیجیے کوئی فضول میں		ہم انتہا پسند ہیں عشقِ رسول ﷺ میں
بعد از خدا بزرگ توئی، قصہ مختصر		کوئی مذاکرہ نہ لچک اس اصول میں

جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ (ناقل: فیصل اشفاق) (آخری قسط)

اصحاب رسول علیہم الرضوان وخلافت راشدہ

مقام: جامعہ خیر المدارس، ملتان **تاریخ: 13/ اپریل 1983ء**

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کم ہیں، یقیناً کم ہیں۔ کون بھڑوا کہتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ کا درجہ سیدنا علیؓ کے مقابلے میں زیادہ ہے؟ برابر بھی نہیں ہے۔ علیؓ السابقون میں ہیں اور امیر معاویہؓ پوری دنیائے اسلام کی تحقیق کے مطابق ''اَسْلَمَ مَعَاوِیَةُ بْن اَبِیْ سُفْیَانَ سَنَةَ سَبْعٍ فِی عُمْرَةِ الْقَضَاء'' سات ہجری میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے بعد عمرۂ قضا ادا فرمایا تھا، اس سال چھپ کر اپنے ہی ددھیال کے مکان میں چوری چوری ابا اور اماں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا اور بیعت کی۔ ویسے ہی چھپ کر مسلمان ہوئے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ خفیہ مسلمان تھے اوپر سے کافر رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ یوں ہی رہو۔ تمہاری وجہ سے میرے مظلوم صحابہ کا حوصلہ بندھا ہوا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اسلام کب کھلا ہے؟ فتح مکہ کے موقع پر۔ حدیبیہ کے دو سال بعد کھل کر سامنے آ گئے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہؓ کے ابا (سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ) کو خود قید کروایا بڑے حیلے کے ساتھ۔ سحر کے وقت میں ابوسفیانؓ گرفتار ہوئے اور نماز فجر کے وقت اللہ کی طرف سے قسمت کا پھاٹک کھل گیا، جنت کا دروازہ کھل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاؤ ابوسفیانؓ کو کب سے قیدی بنا کر رکھا ہوا تھا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں مشغول تھے۔ باڈی گارڈ صحابہ تلواریں لیے ہوئے پہرہ پر موجود تھے۔ ابن زبرقان دیگر حضرات اور ابوسفیانؓ مکہ سے نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی جاسوسی کے لیے آئے۔ آواز دی حضرت عباسؓ نے پہچان لی جب نزدیک گئے تو دیکھا کہ ابو سفیانؓ ہیں۔ فرمایا پکڑ لو لے آؤ ابوسفیانؓ کو پکڑ کر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہ اللہ کی طرف سے حیلہ تھا کہ حضرت امیر معاویہؓ کے خاندان کو اسلام کی نعمت نصیب ہونے کا حیلہ تھا۔ کیا کہتے ہیں علمائے کرام کہ:

رحمت حق بہانہ می جوید اور رحمت حق بہا......نہ می جوید

خدا کی رحمت پیسے نہیں مانگتی، بہانے تلاش کرتی ہے

نماز فجر کے وقت ابوسفیانؓ کو گرفتار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وَیْحَکَ یَا اَبَا سُفْیَان اَلَمْ یَانِ لَکَ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّیْسَ مَعَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَاَنَّ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ'' ابوسفیان! ابھی وقت نہیں آیا؟ ابھی ایک خدا سمجھ میں نہیں آیا؟ تو کہنے لگے ''نَعَمْ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ

بِالْحَقِّ مَا اَوْصَلَکَ وَمَا اَرْحَمَکَ'' آپ جیسا رحم دل، آپ جیسا رشتہ داروں پر شفقت کرنے والا میں نے نہیں دیکھا۔ ''**وَاللّٰہِ لَوْ کَانَ اِلٰہٌ غَیْرُہٗ لَاَغْنٰی شیئاً بَعْدُہٗ**'' یہ تو میں مان گیا ہوں اے محمد! کہ اگر خدا کوئی اور ہوتا آپ کے خدا سوا تو آج جس وقت تہجد کے وقت میں گرفتار ہوا ہوں تو آج تو میرے کام آجاتا۔ آدھا اسلام آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر جھٹکا دیا۔ فرمایا کہ ''**وَیْحَکَ یَا اَبَا سُفْیَان اَلَمْ یَانِ لَکَ اَنْ تَشْھَد اَنِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہ**'' فرمایا توحید تو مان گیا ہے نبی نہیں مانتا؟ کہنے لگے **یَا مُحَمَّدُ!** اس وقت تک رسول اللہ نہیں کہا۔ سچا آدمی کفر میں بھی سچا ہے۔ **یَا مُحَمَّدُ وَاللّٰہِ مَا اَوْصَلَکَ وَمَا اَرْحَمَکَ** میں نے آپ سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا ''**اَمَّا ھٰذِہٖ فَفِیْ ھٰذِہٖ شَکٌّ**'' ابھی اس میں شک ہے کہ تو سچا رسول ہے یا نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دفعہ فرمایا۔ فرمایا ''**اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہ**'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم توجہ دے رہے تھے اور خدا مہربان ہو رہا تھا۔ جنت کے پھاٹک کھلے ہوئے تھے۔ خاندان ابوسفیانؓ کی قسمت کا ستارہ عروج پر جا رہا تھا۔ تین دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تیسری دفعہ کلمہ پڑھا۔ (بات لمبی ہو جاتی ہے چھوڑتا ہوں)

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ اُحِبُّ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ! اگر تو میں نے اس کو یعنی یزید کو جانشین اس کے کسی خوبی کی وجہ سے بنایا ہے تو پروردگار میری دعا ہے کہ اس کے خلافت کی بیعت پوری ہو۔ آپ سے پوچھتا ہوں کہ خلافت کی بیعت پوری ہوئی کہ نہیں؟ ہوئی۔ دو حوالے دے چکا ہوں۔

ایک ان کا اپنا ارشاد **لَقَدْ ھَمَمْتُ بَیْعَۃِ یَزِیْد.** میں نے ارادہ کیا تو پھر پورا کر کے دکھایا۔ تو کیا نتیجہ نکلا؟ ''**فَبَایَعَہُ النَّاسُ جَمِیْعاً وَسَلَّمُوْا**'' ساری دنیا اس کو میرا نائب مانتی ہے اور بیعت ہو گئی سب نے تسلیم کر لیا۔ اگر کوئی اختلاف ہوتا جنگ ہوتی تو امیر معاویہؓ ضرور بولتے۔ اگر وہ نہ بولتے تو کم از کم مدینے والے تو بولتے! ابن زیاد کے دربار میں 90 برس کا صحابی ابن زیاد کی بکواس تو سن گیا لیکن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنے سے باز نہیں آیا۔ صحابہ سے یہ توقع؟ چودھویں صدی کے ملونٹوں والی، ختمیوں والی، سی آئی ڈی کے اعزازی ٹاؤٹوں والی توقع رکھتے ہو صحابہ سے؟ کہ وہ یہ بے ایمانی، بدمعاشی ہوتی دیکھ کر چپ چاپ ہو جائیں۔ یہ غٹر غوں چودھویں صدی کا جعلی ملا تو کر سکتا ہے صحابہ کی جوتی سے بھی یہ توقع نہیں ہے۔ وہ مرتے مر جاتے ہیں سچ بات کہہ جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تو ظلم نہیں کرتا تھا؟ تو کہنے لگا **و الله ایها الشیخ لقد......**
بوڑھا پاگل ہو گیا ہے۔ اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تجھ کو مار دیتا۔ فرمایا تم جو مرضی کرو میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا منہ چومتے دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ یہ سلوک نہ کرو۔ یہ کہا اور اٹھ کر روتے ہوئے آ گئے۔ حضرت ارقم ابن ابی ارقم اور حضرت ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہما دونوں روتے ہوئے ابن زیاد کے گورنر ہاؤس سے واپس آ گئے۔

صحابی سچی بات کہنے سے نہیں رک سکتا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یزید کی بیعت ڈنڈے کے زور سے ہوئی تھی یہ

جھوٹ ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ صحابہ نے اس کو بدمعاش بھی سمجھا اور بیعت بھی کی یہ اس سے بڑا جھوٹ ہے۔ صحابہ نے اس کے ظاہری اعمال دیکھے تو یہی اعتراض کیا کہ جیسا تقوی ہونا چاہیے ویسا نہیں ہے۔ اس میں کیا شک ہے شکاری تھا، شکار پسند تھا، تفریح کا عادی تھا، شہر سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر حضرت امیر معاویہؓ کی جاگیر میں جہاں باغات تھے۔ وہاں جاتا تھا۔ نوجوانوں کی منڈلیاں ہوتی ہیں، یار دوست مل جاتے ہیں کھانے پینے والے، پاکستان کیا دنیا میں اس سے بڑی کوئی پارٹی نہیں۔ آل پاکستان کے پی پارٹی۔ اس کا مطلب ہے کھانے پینے والی پارٹی۔ یہ ازلی وابدی کامیاب پارٹی ہے۔ اس کو الیکشن کی بھی ضرورت نہیں۔ اسمبلی میں اس کے ممبر بغیر الیکشن کے پہنچ جاتے ہیں۔ یزید کے ساتھ بھی کے پی پارٹی تھی۔ سناؤ جی شہزادہ صاحب اپنا بھی حصہ ہے۔ سخی باپ کا بیٹا تھا۔ دیگیں پک رہی ہیں، کھانا کھانا پک رہا ہے۔ اس عیاشی کو اگر کوئی بدمعاش کہہ سکتا ہے تو کہہ لے۔ یہ بدمعاشی نہیں۔ اور جن اعمال کے متعلق کہا جاتا ہے وہ تو حضرت حسین پاک رضی اللہ عنہ نے بھی شہادت تک یہ نہیں فرمایا کہ "لَقَدْ رَأَیْتُ بِعَیْنَیَ رَاْسِی اَنَّہُ یَشْرَبُ الْخُمُوْرَ وَیُلَقِّی الْخَنَازِیْرَ وَیُقَلِّدُ الْقِرَدَ وَیَزْنِیْ بِالْمُحَرَّمَاتِ" سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے تو یہ نہیں فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ جیسے حالات پہلے خلفاء کے زمانے کے تھے اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ اس میں کیا شک ہے؟ خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات ہے میں تفصیل سے ڈرتا ہوں، وہ فرماتے ہیں۔

"وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ مِثْلَ مَنْ قَبْلِیْ" میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے سے پہلے حضرات ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا نہیں ہوں۔ فرمایا کہ اگر مجھ کو کھودو گے تو "فلم تجدوا مثلی" پھر تم کو میرا جیسا بھی نہیں ملے گا۔ یہ حضرت امیر معاویہ کی حق پرستی ہے کہ خود فرمایا کہ تم کو یہ خیال ہے کہ میں ابوبکر وعمر ہوں؟ واللہ قط. میں عثمان وعلی جیسا ہرگز نہیں۔ جو مجھ سے پہلے تھے میں ویسا نہیں۔ لیکن اگر میں چلا گیا تو تم کو مجھ جیسا بھی کوئی نہیں ملے گا۔ مجھ سے برا تو ملے گا اچھا نہیں ملے گا۔ پھر ہوا کہ حضرت معاویہ سے تو برا تھا۔ سیدنا علیؓ سے تو برا تھا۔ حسنؓ وحسینؓ سے تو برا تھا۔ صحابہ کے مقابلے میں برا تھا کہ نہیں؟ تھا۔ تو معاویہؓ کی وہ پیش گوئی بھی پوری ہوگئی۔ اگر وہ برا تھا تو برائی سامنے آ گئی۔ اختلاف ہوا۔ سیدنا معاویہ تو ضبط کر لیتے تھے لیکن یزید سے ضبط نہ ہوا۔ گورنرز کو ہدایات بھیجیں۔ پہلے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ چچا ہیں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ان کو سمجھائیں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ "ان اھل الکوفۃِ یاتون الیہ لمکۃ" یہ کوفہ والوں نے تانتا باندھا ہوا ہے۔ بہت لمبی لام ڈوری ہے اس کو سمجھائیں کہ وہ میرے ساتھ قطع رحمی نہ کریں۔ یہ لمبی بات ہے۔ شیعہ کے بہت بڑے عالم شیخ مفید کو بھی قتل کا حکم نہیں مل سکا 1400 سال ہو گئے۔ "لم یثبتُ امرُ قتل الحسین لیزید قط" قرائن تو میں بھی جانتا ہوں بیان کرتا ہوں کہ اس کی حکومت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے ہیں وہ ذمہ دار تو ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذمہ داری اس پر آتی ہے کہ نہیں؟ آتی ہے۔ اس کی حکومت میں ہوا ہے ناں؟ وہ معصوم عن الخطا نہیں۔ وہ خدا کے ہاں سوال وجواب سے نہیں بچ سکتا۔

امام ابن حجر مکیؒ لکھتے ہیں کہ ” **فعلی الله اِما ان شاء ان یعذبه او شاء یغفره**“ یہ خدا کی مرضی ہے کہ اس کو بخش دے، خدا کی مرضی ہے کہ عذاب دے۔ اللہ تو نبیوں کو کٹہرے میں کھڑا کر کے کہہ سکتا ہے کہ تم کو ابھی جنت میں جانے کی اجازت نہیں ہے، جب تک میں نہ کہوں۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ نہیں؟ کہہ سکتا ہے۔ خدا ایسا کہے گا نہیں۔ نبی جائیں گے بے حساب جائیں گے۔ نبی تو نبی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ تک سب صحابہ بے حساب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جائیں گے۔ یہ قرآن کی آیت ہے 28واں پارہ کی۔ لیکن اگر اللہ چاہے تو روک سکتا ہے کہ نہیں؟ روک سکتا ہے۔ جب تک میں اجازت نہ دوں ”**لَن تدخلُ الجنة**“ تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے۔ (حضرت معاویہؓ) فرماتے ہیں کہ اے اللہ! اگر میں نے باپ، بیٹے کی محبت میں ایسا کیا ہے تو اس کو زندہ نہ چھوڑنا۔ بیعت سے پہلے پہلے اس کی روح قبض کر لینا۔ یہ علامہ شمس الدین ذہبی نے نقل فرمایا۔ باتیں تو اور بہت سی ہیں۔ دوسری روایت کے الفاظ تھوڑے سے مختلف ہیں۔ ابن کثیرؒ نے یوں فرمایا: **اللھم ان کنت تعلم انی ولیته لانه فیما اراہ اهلٌ لذالک فاتمم له ما ولیته وان کنت ولیته لانی احبه فلا تتمم له ما ولیته** (البدایہ ج8 ص80 پر یہ عبارت موجود ہے۔)

ایک آخری حدیث سنا کر میں بس کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ جانتے ہیں کہ معمولی آدمی نہیں۔ ان کا تقویٰ اپنی زندگی میں ضرب المثل تھا۔ نو سال کی عمر میں ان کو حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں ہوش اور شعور کے ساتھ آنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے عمر میں بڑے تھے۔ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما مدینے میں جوان ہو رہے تھے اور یہ آذربائیجان، آرمینیا کے جہاد میں شرکت کر کے واپس آ رہے تھے۔ اپنے وقت میں شیخ الصحابہ ہیں۔ حق گوئی سے کبھی باز نہیں رہے۔ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کی جو جنگ ہوئی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے بدلہ میں، ”فَلَمْ یُقَاتِلُ اَحَدًا مَعَ عَلِیٍّ اَوْ مَعَاوِیَه“ نہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں گئے، نہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ کفر و اسلام کا مسئلہ نہیں۔ حق و باطل کا مسئلہ نہیں۔ حقوق کا مسئلہ ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی حق۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا حق ابھی واپس نہیں دلا سکتا مجھے سچا سمجھو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یا پھر قاتل ہمارے حوالے کر دیجیے۔ ہم ان سے خود بدلہ لیں گے۔ ”وَاِمَّا اَنْ تَقْتُلَهُمْ“ یا خود ان کو ختم کر دیجیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ دونوں کام ابھی نہیں کر سکتا۔ اب بولو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر یزید کی بیعت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دعا کرنے اور اعلان کرنے میں سچے ہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سچے نہیں، کیا خیال ہے؟ سچے ہیں۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دونوں کام ابھی نہیں کر سکتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سچے تھے کہ نہیں؟ سچے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ میں ابھی طاقتور نہیں۔ وہ جتنے سبائی

ہیں میری فوج میں آ گئے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اقرار ہے کہ وہ 13 ہزار سے زیادہ خارجی جو بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث بنے، وہ حضرت علی کے لشکر میں موجود تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صلح نامے کا رقعہ لے کر جب حضرت ابو درداء، حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہما آئے کوفہ میں۔ تو جامع مسجد میں وہ ساری فوج ٹھہری ہوئی تھی۔ حضرت علی سے انہوں نے حضرت معاویہ کا یہ فقرہ نقل کیا کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔ ''کَتَبَ اِلٰی عَلِیّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کِتَابًا وَقَالَ فِیْهِ یَا عَلِیُّ ......'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا۔ ابن کثیر میں ہے۔ طبری میں بھی ہے۔ اور کتاب جمہرۃ الخطب احمد زکی صفوت، غالباً جلد ثانی مطبوعہ مصر میں موجود ہے۔ جس کا جی چاہے حوالہ دیکھ لیں۔ میرے پاس گھر میں کتاب موجود ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا لکھا: **اَمَّا سَبَبُکَ فِی الْاِسْلَامِ وَشَرَافَتُکَ لِقَرَابتِ رسول الله صلی الله علیه وسلم لَسْتُ مُنْکِرُهَا** '' اے علی رضی اللہ عنہ! آپ یہ خیال نہ کریں کہ میں آپ سے بڑا مسلمان بننے کا خواہش مند ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ جب میں کافر تھا، میرے ماں باپ کافر تھے، اس وقت آپ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ بے شک میری بہن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہے اور مسلمانوں کی ماں ہیں۔ لیکن آپ کے گھر میں رسول اللہ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ میں آپ کی اس بزرگی کو اور قرابت اور رشتہ بندی کو ''لستُ منکرها'' میں اس کا منکر نہیں۔ ''وَلٰکِنّیْ اَطْلُبُ مِنْکَ دَمَ عُثْمَان'' میں تو امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرتا ہوں۔ نہ میرا آپ سے مقابلہ ہے۔ نہ آپ کے رتبے کا ہمسری کا دعویٰ ہے۔ نہ خلافت کا دعویٰ ہے۔ جھوٹ بولتا ہے وہ رافضی اور رافضی نما سنی اینڈ تھنّی مولوی اور پیر، جعل ساز ملاں، ملونٹو، ختمی درودی فراڈی جو یہ کہتا ہے۔

کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت کے لیے لڑ رہے تھے؟ نہیں۔ امیر معاویہؓ سچا ہے کہ جھوٹا ملا سچا ہے؟ امیر معاویہؓ۔ امیر معاویہ سچا ہے کہ کذاب ذاکر؟ امیر معاویہؓ۔ سیدنا علیؓ سچے ہیں کہ یہ سچے ہیں؟ سیدنا علی نے سچا مانا ہے اس فقرے کو کہ میرا درجہ معاویہؓ سے زیادہ ہے۔ اور اس سے پہلے میں اسلام لا چکا ہوں۔ اور امیر معاویہؓ کا اعتراف ہے کہ رسول اللہ کی بیٹی حضرت عثمان کے گھر میں سیدہ رقیہؓ اور سیدہ اُم کلثومؓ کے بعد اور کسی کے گھر میں نہیں سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔ اب سیدنا علیؓ کی اولاد، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے رشتہ کی وجہ سے فرماتے ہیں کہ میں آپ کی قرابت اور رشتہ داری کا احترام کرتا ہوں۔ میں اس کا منکر نہیں ہوں۔ ہمارا مطالبہ تو صرف اتنا ہے۔ نہ خلافت، نہ گورنری، میں بیعت کرتا ہوں۔ لیکن ''**اطلب منک دم عثمان**'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لیجئے۔ ''فَاکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُبَایِعُکَ'' تو سب سے پہلے بیعت میں کروں گا۔ اب جو یہ کہے کہ خلافت چاہتے تھے وہ

جھوٹا اور کذاب ہے کہ نہیں؟ ہے۔ امیر علیؓ نے فرمایا کہ غیر مشروط میری بیعت کرلے، مجھ پر اعتبار کرے میں اگر بدلہ لے سکا تو لوں گا نہ لے سکا تو میں قیدی تمہارے حوالے کر دوں گا۔ ابھی میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ امیر معاویہؓ کو تسلیم نہیں تھا۔ صحابہ کرامؓ کی اکثریت کو تسلیم نہیں تھا۔ تابعین کی اکثریت کو تسلیم نہیں تھا۔ شام اور یمن کو تسلیم نہیں تھا۔ مدینہ کو تسلیم نہیں تھا۔ اس لیے جنگ ہوگئی۔ اگر یہ نہیں مانتا معاویہ فالسیف بینی و بنیه پھر تلوار نکل آئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا سچ ہو گیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بات تھی۔ بہت بڑے بزرگ صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں بخاری میں روایت ہے، صحیح بخاری جلد دوم صفحہ 1053 اس میں یہ روایت موجود ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی، جس کا جی چاہے وہ کتاب کھول کر حدیث دیکھ لے۔ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ دوست بھی اگر دیکھنا چاہے تو وہ بھی دیکھ لیں۔ وہ بخاری کو نہیں مانتا، وہ بخاری والے کو نہیں مانتا، بخاری کے راویوں کو نہیں مانتا، تو روایت کو کیسے مانے گا۔ لیکن اگر اس کا دل چاہے۔ As a book. As a paper. as a General. as a weekly کوئی پرچہ سمجھ کر پڑھ لو بخاری کو نہ سہی تقدس سے۔

شیخ الصحابہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جب مدینے میں یزید کی بیعت کی، اور صحابہ سمیت تو اس پہلے فرما چکے تھے کہ: ''اِن اجمع الناس علی بیعته بایعته'' اگر سب لوگوں نے یزید کی بیعت کرلی تو میں بھی یزید کی بیعت کرلوں گا۔ ''فبایعه الناس'' جب لوگوں نے بیعت کرلی صحابہ سمیت۔ تو اب فرمانے لگے کہ میں اب بیعت کرتا ہوں اپنی بیوی بچوں اور پوتوں کو پاس بٹھایا 70-72 سال کی عمر تھی۔ آنکھوں سے نابینا ہو چکے تھے۔ اب حدیث سن لو فرمایا گیا۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے۔

اِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: ''یُنْصَبُ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' وَ اِنَا قَدْ بَایَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰی بَیْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو غداری کرے گا قیامت کے دن اس کی نشانی کے طور پر جتنی اس کی غداری اونچی ہوگی اس کا غداری کا جھنڈا بھی اس کے پیچھے اتنا ہی اونچا لگایا جائیگا۔ اور ہم نے، میں نے، میرے خاندان نے اور میرے دوستوں نے اس لڑکے یزید کی بیعت کی ہے۔ بیع الله ورسوله. جس طرح ہم نے اللہ کو حاضر ناظر سمجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی، اس طرح بیعت کی تھی ابوبکر و عمر عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حق سمجھ کر، ایسے ہی میں نے اس کی بیعت کی ہے۔ میں نے اللہ اور اس کے رسول کو واسطہ بنا کر بیعت کی ہے۔ وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ غَدْرًا اَعْظَمَ مِنْ اَنْ یُبَایَعَ رَجُلٌ عَلٰی بَیْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُنْصَبَ لَهُ الْقِتَالُ، اور فرمایا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جو وعدہ کر کے اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیعت کر کے توڑتا ہے اس سے بڑا غدار کوئی دوسرا نہیں۔ کیا مطلب؟ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یزید

کی بیعت کر کے اس بیعت پر پھر موت کو قبول کیا ہے۔ اگر میں غداری کروں گا تو کل قیامت کے دن میں غداروں میں شمار ہو جاؤں گا۔ میں یہ کام کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ جیسے بیعت کی ہے ویسے ہی رہوں گا۔ کیا مطلب؟ یا تو بیعت نہ کرتا۔ سرے سے انکار کرتا۔ اب کر لی ہے تو غداری نہیں کروں گا، بیعت نہیں توڑوں گا۔ اگر میرے گھر میں سے بھی کسی شخص نے بھی یہ گڑبڑ کی تو وہ لکھ لے کہ مجھے معلوم ہے کہ جو وعدہ کر کے کسی شخص کی بیعت کر کے اس کے مقابلہ میں جنگ آزمائی کرے وہ قیامت کے دن معاف نہیں کیا جائے گا۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد تم میں سے کسی نے ایسا کیا بیعت توڑ دی وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنْکُمْ خَلَعَهٗ وَ لَا بَایَعَ فِی هٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا کَانَتِ الْفَیْصَلَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهٗ'' میں اس کو معاف نہیں کروں گا، اگر میرے گھر والوں میں سے کسی نے اس کی بیعت توڑی اس کا اور میرا فیصلہ پھر کل قیامت کو خدا کے سامنے ہوگا۔ میں نے تو نہیں کہا؟ میرے ابا کی بات تو نہیں؟ نہیں۔ میرے استاد کی میرے مرشد کی بات تو نہیں؟ نہیں۔ کسی یزید کے حامی ملا کی بات تو نہیں؟ محمود احمد عباسی کی بات تو نہیں؟ نہیں۔ غلام احمد پرویز کی بات تو نہیں؟ بولو! نہیں۔ سرسید کی بات تو نہیں؟ نہیں۔ کس کی حدیث ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی۔ یا اس کو معاذ اللہ جھوٹا کہو یا جو جھوٹ بولتے ہیں ان کے منہ پر خدا کی لعنت۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو ہم جھوٹا نہیں مان سکتے۔ یزید کو کروڑ مرتبہ جھوٹا کہہ لو مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ کہہ لو گنہگار، فاسق مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ رشتہ دار تو مجھ سے پہلے ہمارے دادوں کا ہے۔ سیدین حسن حسین رضی اللہ عنہما کا رشتہ دار پہلے ہے ہمارا بعد میں ہے۔ سیدوں کا رشتہ دار تو ہے۔ ایک رشتے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ماموں اور ایک رشتہ میں سیدین حسن حسین رضی اللہ عنہما کا ماموں۔ ہم کیا کہیں؟ یہ رشتہ ہم نے بنایا ہے؟ رشتے کون بناتا ہے؟ اللہ۔ لیکن خالی رشتہ داری کل قیامت کو کام نہیں آئے گی۔ قیامت میں رشتہ داری کام آتی تو حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور بیٹا کنعان کبھی دوزخ میں نہ جاتے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کبھی دوزخ میں نہ جاتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ابا آزر دوزخ میں نہ جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب، ابولہب کبھی دوزخ میں نہ جاتے۔ ایمان اگر ساتھ ہوگا تو رشتہ داری بھی کام دے گی۔ اگر ایمان نہ ہوا تو رشتہ بندی خدا کے ہاں کام نہیں آتی۔ اب یزید کے اعمال کا فیصلہ اللہ کریں گے ہم نہیں کر سکتے۔ ہم اس کو ماں بہن کی گالی نہیں دے سکتے۔ ماں اس کی تابعیہ ہے۔ صحابی کی بیوی ہے۔ اور امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ''ام میسون بنت بحدل بن انیف بن دُلْجَةَ الكلابية هى تابعية زوج معاوية بن ابى سفيان'' ''كانت امرأة ذات عفة و سياسة و جمال'' کہ یہ سیدنا معاویہ بن ابوسفیان کی بیوی تھیں، یزید کی والدہ، پاک دامنی میں، سیاست و تدبر میں، حسن و جمال میں نمونہ تھیں۔ اس کو برا کہنے والا بدبخت ازلی ہے۔ اور یزید کی سگی پھوپھی ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ اس کا وہ درجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں بیٹیوں کا نہیں۔ نہیں پوری کائنات میں کسی عورت کا نہیں۔ یہ اللہ نے کہا

ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں کہا۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحاً.................اجراً عظيماً (الاحزاب:34-32)

اے نبی کی بیویوں! اگر تم نبی کی شریعت کے مطابق چلتی رہو تو دنیا میں کوئی عورت تمہارے درجے کو نہیں پہنچ سکتی۔ پھر وہ نبی کے گھر میں تھیں، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی فرمانبردار رہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "یا رسول الله اخترتکَ" میں دنیا چھوڑتی ہوں میں نے آپ کو چن لیا ہے۔ حفصہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں "یا رسول الله اخترناکَ" ہمیں دنیا کی کیا ضرورت ہے، یہ تو ہمارے لیے فطرتی تقاضا تھا کہ ہمارے وظیفہ میں اضافہ کیا جائے۔ آپ کو چھوڑ کر کپڑے، گندم اور جو آئے ہماری دنیا و عاقبت تباہ ہو جائے گی۔ ایک حضور کی منگیتر تھیں، جب اللہ کی طرف سے یہ آیت آ گئی کہ جو تم نے چننا ہے چن لو تو اس نے کہا مجھے آپ چھوڑ دیں میری دنیا کا کاروبار خراب ہو رہا ہے۔ نام اس وقت یاد نہیں سیرت میں موجود ہے۔ حضور نے فرمایا جا تجھے اختیار ہے وہ گھر چلی گئی۔ صحابہ فرماتے ہیں فرأیناها كانت تلقط البعر في اسواق المدينة ...... ہم نے پھر آنکھوں سے دیکھا کہ جب نبی کا گھر چھوڑا تو گھر بھی نصیب نہ ہوا، خاندان بھی چھوڑ دیا، کھانے کو روٹی نہ ملی پہننے کو کپڑا نہ ملا، مدینہ کی گلیوں اور بازاروں میں اونٹنیوں اور بکریوں کی مینگنیاں چنا کرتی تھیں۔ جو نبی کو چھوڑ دے اس کا دنیا میں بھی یہ حشر ہے۔ اور جنہوں نے نبی کے دامن کے ساتھ وابستگی اختیار کی وہ یہاں بھی مائیں ہیں اور آخرت میں بھی مائیں ہیں۔ اور امت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر کائنات میں تمام صحابہ سے زیادہ درجہ کس کا ہوگا؟ امہات المومنین کا۔ ایک شیطان نے لکھا کہ ہم کب کہتے ہیں کہ وہ مائیں نہیں۔ ماں ہونا اور چیز ہے ام المومنین ہونا اور چیز ہے۔ بڑے مہذب بدمعاش پھرتے ہیں داڑھی والے اور بے داڑھی۔ اس شیطان کو یہ پتہ نہیں کہ نبی کے گھر میں فاسق عورت نہیں آ سکتی کافر عورت کیسے آئے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کافرہ عورت نہیں آ سکتی۔ پہلے کافر عورتوں سے نکاح جائز تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے خاوند کے کفر کے عالم میں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ، عتیبہ سے ان کے کفر کی حالت میں ہوا۔ صرف ایک سیدہ فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا ہیں جن کی خوش نصیبی ہے کہ ان کا نکاح دور اسلام میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساڑھے انیس برس کی عمر میں ہوا۔ اب اتنا

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر پھر ملیں گے اگر خدا لایا

بس اسی پر اختتام کرتے ہیں۔

☆......☆......☆

خطاب: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ علیہ (ناقل: فیصل اشفاق) (قسط نمبر: 1)

منصب نبوت اور قادیانی تأویلات

مقام: شہداء ختم نبوت کانفرنس، جامع مسجد احرار چناب نگر تاریخ: 8/مارچ 1991ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْماً (الاحزاب:40) صدق الله مولانا العظیم.

سب حضرات مل کر نماز والا درودِ پاک ایک مرتبہ عبادت کی نیت سے پڑھیں۔

اَللّٰھُمّ صَلِّ عَلٰی مُحَمّدٍ وّعَلٰی اٰلِ مُحَمّدٍ کَمَا صَلّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنّکَ حَمِیْدٌ مّجِیْدٌ o اَللّٰھُمّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمّدٍ وّعَلٰی اٰلِ مُحَمّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنّکَ حَمِیْدٌ مّجِیْدٌo

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (مسند احمد)

تمہید کلمات

بزرگانِ محترم، خصوصاً حضرت شیخ مولانا خان محمد صاحب، جناب (مرزا محمد حسن) چغتائی صاحب، مجلسِ احرار اسلام کے بوڑھے بوڑھے ساتھیو، جوان، نوجوان، جوانانِ گل گوں قبا، جوانانِ رعنا، احرار ساتھیو! مسلمانانِ علاقہ! باتیں تو بہت ہو چکیں۔ مولانا محمد مغیرہ صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب، قاری یامین صاحب، خصوصاً کل کا قاری اللہ یار کا بیان بڑے عرصے کے بعد خوشی ہوئی اس بات سے کہ مولانا اللہ یار صاحب نے ایک موضوع پر بڑے خوبصورت طریقے کے ساتھ بیان کیا۔ حوالہ جات اور گاما اینڈ کمپنی کو بڑے آڑے ہاتھوں، ترچھے ہاتھوں سے لیا۔ خوب خبری لی۔ البتہ شعر مزے سے نہیں پڑھا۔ وہ شعر یوں ہے مولانا! کہ

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

بہر حال اور وہ جو ہے نامسلمان مردوں اور عورتوں کو انگریز کے فرزندِ روحانی نے، فرزندِ سیاسی نے گالی بکی ہے

"اِنَّ الْعِدیٰ صَارُوْا خَنَازِیْرَ الْفَلاَ وَنِسَاؤُھُمْ مِنْ دُوْنِھِنَّ الْاَکْلُبُ"

گالیاں بکی ہیں، کل مولانا نے اس کی خوب خبر لی۔ بہرحال میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ سب ساتھیوں کو کہ قاضی احسان احمد صاحب مرحوم مجلس احرار میں، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات مرحوم اللہ ان کی قبریں منور فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے، وہ کتابوں کے حوالے کے سلسلے میں مرزا غلام احمد کی ذریتِ خبیثہ کے لیے یوں سمجھیے کہ ایک شعلۂ آتش فشاں تھے۔ جوان کے خرمنِ باطل پر جھپٹتا لپکتا اور اس کو خاک کر دیتا تھا۔ تو اللہ یار ارشد بھی اب تیار ہو گئے۔ آپ کو اس بات کی خوشی ہونی چاہیے کہ ایک آدمی جو 11 سال سے یہاں ہے، وہ پنجابی میں کہتے ہیں کہ ''او ہنے گاما اینڈ کمپنی دا آندر پیٹا حاصل کر لیا جے'' واقعتاً اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ آ جائے جس کا دل کرتا ہے۔ ہم نے اپنا پہلوان تیار کر لیا ہے۔ آپ میں سے جو ساتھی واعظ مبلغ حضرات ہیں، آپ سے بھی گزارش ہے کہ آپ بھی ان باتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، اسی انداز سے اپنے آپ کو تیار کریں۔ علمی گفتگو مرزائیوں سے نہیں۔ علم اور مرزائیت دو متضاد چیزیں ہیں۔ شرافت اور مرزائیت بھی دو متضاد چیزیں ہیں۔ دیانت اور مرزائیت بھی متضاد چیزیں ہیں۔ نیکی، تقویٰ اور مرزائی یہ بالکل روشنی اور ظلمت کی نسبت ہے۔ مرزائی تاریکی ہیں اور یہ باقی تمام صفاتِ عالیہ اور طیبہ یہ نور ہیں۔ اور تاریکی کو دور کرنے کے لیے نور کو اپنے اندر پیدا کیجیے۔ خود منور ہو جائیں، مضبوط تر، بہتر، خوبصورت انداز سے کام کریں۔ ہاں جب تحریکیں چلیں تو پھر تحریکوں والی تقریریں بھی ہونی چاہیے۔ لیکن جب تحریک نہ ہو تو پھر پُرامن انداز میں، امن کے ماحول کی گفتگو ہونی چاہیے۔

مجلس احرار اسلام کی کمائی

جس طرح جناب سید محمد ارشد بخاری نے اور عبداللطیف خالد چیمہ صاحب نے، ''خالد'' ان (عبداللطیف چیمہ) کا تخلص ہے۔ بہرحال یہ مجلس احرار اسلام کے متأخرین کی کمائی ہیں۔ متقدمین کی کمائی مولانا محمد حیات صاحب، مولانا لال حسین اختر اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہم اللہ۔۔۔ مولانا عنایت اللہ چشتی۔ سب بزرگ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مولانا عنایت اللہ چشتی وہ بہادر سپاہی ہیں جنہوں نے دس برس قادیان میں مرزائیوں کے دانت کھٹے کیے۔ انہوں نے ''مشاہدات قادیان'' کی اتنی ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جس میں اپنے دس برس کے مشاہدے بیان کیے، جس میں مرزائیوں کے اعمال، اخلاق، دوسرے لفظوں میں ان کے کرتوت بیان کیے۔ اور مجلس احرار اسلام کی جدوجہد، اکابر احرار کی وہاں آمد، گفتگو، مسائل، حالات، واقعات، امت مسلمہ کی زبوں حالی اور مجلس احرار اسلام کے بزرگوں کی محنت، مشقت اور جاں فشانی سے حقوق اور حالات کی بحالی یہ سب موضوعات اس کتاب میں موجود ہیں۔ یہ آپ نے سنا۔ میں بھی حصہ ڈالوں گا تھوڑا سا۔

نبوت کیا ہے؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ نبوت کیا ہے؟ نبوت اللہ کا انتخاب ہے، ایک منصب ہے جس کے لیے اللہ انسانوں کو خود چنتا ہے۔ اس میں انسان کی ذاتی خوبی، ذاتی کمائی، محنت کو دخل نہیں ہے۔ جس طرح کہ قرآن کریم گواہ ہے ''اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ'' (الحج:75) کہ اللہ ملائکہ میں سے اپنا پیغام پہنچانے والا منتخب فرماتے ہیں۔ جس طرح جبرائیل ومیکائیل۔ اور ''ومن الناس'' انسانوں میں سے بھی۔ انسانوں میں سے کہاں کہاں چنا؟ کس کس کو چنا؟ 7 ویں پارے میں۔ 19 ویں پارے میں۔ 18 ویں میں اور پہلے پارے میں انبیاء اور رسل کے حالات و واقعات قریب قریب 30 کے لگ بھگ نبی اور رسل جن کو اللہ نے چنا، ان کا ذکر پاک ملتا ہے۔ قرآن کی تاریخ میں ان کا ذکر موجود ہے۔ ان کی ہسٹری موجود ہے۔ اور ان کی محنت اور مشقت اور جدوجہد کے حالات و واقعات اس میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ نے کہا کیا؟ فرمایا ''اِجْتَبَیْنٰھُمْ'' ہم نے چنا۔ اور پھر صرف چن کے باقی زندگی ان کے سپرد نہیں کی۔ فرمایا ''وَھَدَیْنَاھُمْ'' چلایا بھی ہم نے ان کو۔ گویا تخلیق، اِصْطَفیٰ، اِجْتَبیٰ، اور ''اِھْتَدیٰ'' یہ سب اللہ نے اپنے ذمے لیا۔ پھر انبیاء کا یہ سلسلہ اور سب سے پہلا نبی جس کو اللہ نے بنایا، چنا، سنوارا، سجایا ''وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ'' جس میں اپنی روح مبارک پھونکی، جناب سیدنا ابوالبشر آدم علیہ الصلوۃ والسلام

ایک ضمنی بات:

آپ کے جدید تعلیم یافتہ لوگ ظلم کرتے ہیں۔ نہ جانے دانستہ یا نہ دانستہ، بہرحال یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ایک ظلم کا شکار ہیں اور اس ظلم سے پوری امت کو زہرناک بھی بناتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جی انسان پہلے جنگل میں رہتا تھا، وہ غیر مہذب تھا، اَن پڑھ تھا، جاہل تھا، یہ تھا۔ وہ تھا۔ حالانکہ سب سے پہلا انسان جناب سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہم الصلاۃ والتسلیمات ہیں۔ ہر نبی مہذب ہوتا ہے۔ اللہ اس کو خود مہذب بناتا ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے۔ ''وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا'' (البقرہ:31) ہم نے تمام اشیاء کا علمِ حقیقی حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ ''عَلَّمَہُ الْبَیَان'' بولنا سکھایا۔ قوت گویائی، قوت ابلاغ بخشی محض بولنا نہیں، ابلاغیات کی جتنی صفات ایک بولنے والے میں ہونی چاہیے نبی ان سے مرصع ہوتا ہے۔ فرمایا: ''عَلَّمَ بِالْقَلَم'' ہم نے ان کو لکھنا سکھایا۔ ''عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ'' اور ہم نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ تو ہر نبی مہذب ہوتا ہے، معلَّم بھی ہوتا ہے، معلِم بھی ہوتا ہے۔ وہ سیکھا سکھایا آتا ہے۔ اس کو انسانوں سے علم کی بھیک نہیں منگوائی جاتی۔ وہ انسانوں کے سامنے شعور فہم و دانش، ادراک و فراست اور آگہی کی بھیک نہیں مانگتا۔ اللہ اس کو آگاہ اور خردمند اور ایسی فراست عطا فرماتا ہے کہ وہ

فضا کو دیکھ کر حقیقت جان جاتا ہے۔ چہرہ دیکھ کے اس کا باطن پڑھ لیتا ہے۔ ’’اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ‘‘ (ترمذی) اور اس کا سب سے بڑا مرکز نبی ہوتا ہے۔ مومن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ وہ بھانپ لیتا ہے جو تمہارے مَن میں ہو۔ اور اس کا پہلا مرکز نبی ہوتا ہے۔ پھر جو جتنا نبی کے قریب ہو اس کو یہ نعمت اور صفت ملتی ہے۔ ہر نبی مہذب، معلم، مربی، صاحبِ علم، صاحبِ ادراک (سبحان اللہ) نبی اگر جاہل، اَن پڑھ، گنوار ہو، جنگلی ہو، تو پھر وہ نبی ہے؟ نہیں بھائی وہ نبی نہیں ہے۔ وہ مسلم لیگ کا پریزیڈنٹ ہے۔ نبی نہیں۔ نبی کی صفات بڑی مختلف ہوتی ہیں۔ نبی انسانیت کو سنوارنے، سجانے آتا ہے۔ انسانی معاشرے میں تہذیب کو خود جنم دیتا ہے۔ اللہ کی بخشی ہوئی تہذیبی صفت کو وہ معاشرے میں، انسانوں میں منتقل کرتا ہے۔ سماجی رویوں کو تبدیل کرتا ہے۔ معاشرتی رویوں کو تبدیل کرتا ہے۔ انسانی اخلاق وصفات کو تبدیل کرتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ومولانا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاق‘‘ (بخاری) کہ میری بعثت کی غرض وغایت یہ ہے کہ میں اَخلاق کو پستیوں سے نکال کر بلندیوں پر لے جاؤں۔ عظمتوں پر اَخلاقیات کو سجا دوں، سنوار دوں۔ اور انسانیت کی تمام ذلتیں، پستیاں، رسوائیاں، تمام دَلِدَّر پنا دور کر کے ان کو عظمت کا مینار بنا دوں۔ دیکھیے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عظمت کے مینار بنے کہ نہیں۔ چھوڑیے وہ تو پہلے ہی بہت مہذب تھے۔ وہ تو دین ابراہیمی پر قائم تھے۔ آپ دیکھیے اس ابوسفیان کو جس نے 30 برس وحشت اور جنگلی پنے کا مظاہرہ کرتے ہوئے دینِ حق کو قبول نہ کیا۔ نبیِ حق کو قبول نہ کیا، نہ ان کی ذات کو، نہ صفات کو، نہ منصب کو، نہ ان کی بات کو کان دھر کے سنا تک نہیں۔ لیکن جب حق ابوسفیان کے اندر اترا۔ تو پھر وہ محض ابوسفیان ایک جنگلی ابوسفیان نہیں تھا بلکہ وہ تہذیبِ مصطفویؐ کا رواں دواں پیکر تھا۔ ان کا وجود گرامی امتوں کی رہنمائی کے لیے اکیلا کافی ہے۔ نبی یہ تہذیب بخشتا ہے۔ اور جس کو تم تہذیب کہتے ہو، سولائزیشن، بھائی یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکے میں موجود تھی۔ لوگ زنا کرتے تھے، شراب پیتے تھے، ناچتے تھے، گاتے تھے۔ اور عورتیں یوں تھیں جیسے بھیڑ، بکریاں۔ میں نے پاکیزہ جانوروں کے نام لے کر مثال دی ہے۔ عورتیں عرب کے اس معاشرے میں بھیڑ بکریوں کی طرح موجود تھیں۔ شراب چلتی تھی، زنا ہوتا تھا، جُوا کھیلا جاتا تھا، نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور سردار بھی کہلاتے تھے، حکومت بھی کرتے تھے۔ آج اگر یہ صفات تم نام نہاد مسلمانوں میں موجود ہیں تو یہ تو کفار کی صفات ہیں۔ جس کو نبی نے تہذیب نہیں بدتہذیبی کہا ہے۔ یہ تو دور بدتہذیبی کی یادگاریں ہیں۔ جو پورے یورپ میں موجود ہیں۔ اور آج تم نام نہاد مسلمان اس تہذیبِ خبیث کو کلیجے سے لگائے ہوئے دعوی کرتا ہے کہ مولوی بیک ورلڈ ہے۔ مولوی کے پاس علم نہیں ہے۔ اور جو لوگ مولویوں کے پاس پھرتے ہیں وہ بھی ایسے ویسے ہیں۔ یہ دعوی بھی تمہارا پرانا ہے۔ انبیاء کرام علیہ الصلوۃ والسلام نے جب دعوت دی تو

ان کی دعوت کے جواب میں سردارانِ قوم نے کہا: ”قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ “(الاعراف:66)”قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ “ (الاعراف:88)”وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ “ (الاعراف:127) یہ دیکھیے سرداروں کا ذکر ہے ہمارا ذکر نہیں ہے۔ سرداروں، وڈیروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، صنعتکاروں، پالیٹیشن یعنی حکمرانوں نے کیا کہا؟”اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا “(ابراہیم:10) تم ہماری طرح کے آدمی ہو۔ اور یہ جو تم ساتھ لیے پھرتے ہو،”ھُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ “(ھود:27) ان کو تو ہم نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ تو ہمارے کمی ہیں۔ آج کے موجودہ سرداروں کا ہمیں یہ طعنہ دینا، یہ اپنے بزرگوں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اور ہم اپنے بزرگوں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ پھر تم مارو اور دعائیں ہم دیں گے۔ نبی اللہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ یہاں سے بات پھیل گئی تھی۔ واپس لوٹ آئیں۔ یہاں دو باتیں ہیں۔

نبوت کسبی کی بنیاد کس نے رکھی؟

غلام احمد قادیانی جو مسیلمۂ کذاب کا نہایت بدترین ڈوپلیکیٹ ہے۔ خوبصورت ڈوپلیکیٹ نہیں، انتہائی بدصورت ڈوپلیکیٹ ہے۔ مسیلمہ کذاب اخلاقیات میں غلام احمد سے بہت بلند ہے۔ اور یہ تو ان تمام مدعیانِ نبوت سے بھی بدتر مدعیٔ نبوت ہے۔ غلیظ، جاہل، اَن پڑھ، انتہائی بے وقوف، پاگل قسم کا، ان سب کا فلسفہ یہ ہے کہ نبوت کمانے سے یعنی تقویٰ، پرہیزگاری، طہارت، عدل واحسان، شب زندہ داری، تلاوت، ذکر واذکار، تسبیح وتہلیل ان اعمالِ صالحہ سے نبوت مل جاتی ہے۔ کل مولانا اللہ یار صاحب بیان کر رہے تھے کہ گاما خبیث کہتا ہے کہ لوگ ایسا کرنے سے نبیوں سے بھی بڑھ سکتے ہیں۔ اس بات کی بنیاد کس نے رکھی؟ اس کے لیے آپ کو تھوڑا پھر ماضی میں لے جاؤں گا۔ یہودیوں یعنی بنی اسرائیل کا یہ عقیدہ تھا کہ نبوت اور ختم نبوت آل اسرائیل میں رہے گی، کسی اور قوم میں نہیں جائے گی۔ اور اسرائیلی یہودی اس عقیدے کے مالک تھے اور ہیں کہ نبوت آل اسرائیل سے باہر نہیں جائے گی اور آخری نبی بھی اسرائیل میں آئے گا۔ اسی بنیاد پر ان کی کھوپڑی میں یہ غلط فہمی ہوئی اور وہ کہنے لگے کہ ”نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ“ (المائدۃ:18) کہ ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں، اللہ کی پسندیدہ مخلوق ہیں۔ اور اللہ کے بڑے پیارے ہیں۔ لیکن اللہ جو صاحبِ قدرت ہے، مالک ہے، اس کی اپنی مرضی ہے جو چاہے وہ کرے۔ ”یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ“ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبوت آل اسماعیلؑ میں بھیج دی۔ ان کا بت ٹوٹ گیا۔ اور پھر نبوت بھی محض نبوت نہیں بھیجی ختم نبوت کا فیصلہ فرما کے تاج ختم نبوت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پہ سجا دیا۔ ان کا یہ تمنائی عقیدہ آرزو کا عقیدہ ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔

اور پھر اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا۔ غطفان کی جنگ ہوئی اور غزوۂ موتہ اور دیگر جو جنگیں ہوئیں ان میں یہود و نصاریٰ کو بری طرح شکست ہوئی۔ نجران پامال ہو گیا۔ رومیوں کی سلطنت کا سب سے بڑا سر چشمہ ملیا میٹ کر دیا۔ مدینہ کے تمام یہودی اور ان کے قلعے اور خیبر کے تمام یہودی سرداران کے قلعے ریزہ ریزہ ہو گئے، زمین بوس ہو گئے، خاک آلود کر دیے گئے۔ اور اس کے بعد جو سب سے بڑا دنیاوی نقصان اُن میں ہوا وہ یہ کہ وہ سیاسی طور پر اور اقتصادی طور پر مسلمانوں کے دست نگر ہو گئے۔ ان کی اقتصادیات سود پر مبنی تھیں، مسلمان کی اقتصادیات عدل و احسان پر مبنی۔ ان کا سودی نظام چکنا چور ہوا۔ اللہ نے فرمایا "وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبَا" (بقرہ:275) سود حرام ہے، تجارت حلال ہے۔ اور جس نے سود کا کام کیا "فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" (بقرہ:279) وہ اللہ اور رسول کے ساتھ کھلی جنگ کرتا ہے، وہ اسلام کا باغی ہے۔ ان احکامات اور دین کے ان بنیادی عقائد اور افکار اور نظریات کی وجہ سے ان کا صفایا اور ستیاناس ہو گیا۔ میدان میں انہوں نے شکست کھائی۔ میدان میں شکست کھانے کے بعد انہوں نے زیرِ زمین، اندرونِ خانہ اسلام کے خلاف یہ سازش کی اور سازش یوں کی کہ ادھر مجوسی! ایران کے مشرکینِ عجم اور مشرکین عرب نے شکست کھائی، دونوں شکست خردہ مشرک کمپرومائز کر کے بیٹھ گئے۔ دونوں نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ ہم میدان میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد یہودیوں نے نبوت کے دعوے بھی کیے۔ اور ان میں ایسی بات پیدا ہوئی، ان کی فہرست بھی موجود ہے، مسیحیت کا دعویٰ بھی یہودیوں میں چلتا رہا۔ لیکن جناب! اس دعوے کو متشکل کرنے میں ان دو مشرکوں کا خوبصورت تال میل اور ملاپ ہے۔ اور انہوں نے دعوے کی صورت کیا بنائی کہ جناب "اَلْاِمَامَةُ اَوْلٰى مِنَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّ النُّبُوَّةَ خُتِمَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ الاِمَامَةُ تَجْرِىْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" اور اس فلسفے کو بیان یوں کیا گیا کہ جناب! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام نبی ہو سکتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی ولی کیوں نہیں ہو سکتا؟ تاریخ اسلام میں سب سے پہلا اجراء نبوت کا فلسفہ اور رول یوں ملتا ہے۔ سمجھ میں آئی؟ ویسے اسود عنسی نے دعویٰ کیا، سجاح بنت حارث ایک لونڈیا اس نے بھی دعویٰ کیا۔ بڑی سوشل ورکر تھی وہ۔ مسیلمہ کذاب نے بھی دعویٰ کیا۔ لیکن وہ فلسفہ نہیں دے سکے۔ دعویٰ تو انہوں نے کر لیا۔ وہ باقاعدہ آئیڈیالوجی، نظریہ اور فلاسفی نہیں دے سکے۔ ایرانی مجوسی، مشرکین عجم اور مشرکین عرب یہودی، انہوں نے مل کے باقاعدہ ایک فلسفہ پیدا کیا۔ اور خاندانِ رسول کے افراد کو ہی اپنے فلسفے کی ڈھال بنایا۔ اب حب علی، حب اہل بیت، حبِ آل رسول، اس کو بنیاد بنا کے نبوت کے خلاف ایک سازش کی۔ تاریخ اٹھا کے دیکھ لیجیے کہ جب بھی نبوت کی سازش ہوئی یا فلسفۂ مہدویت اور امامت نے سر اٹھایا، اس کے پس منظر میں یہی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

چنانچہ غلام احمد قادیانی کا ایک استاد شیعہ بھی ہے۔ اور غلام احمد قادیانی نے فلسفۂ امامت پر گفتگو بھی کی۔ فلسفۂ مہدویت پر بھی گفتگو کی ہے۔ اور مسیحیت کا تو وہ گویا یوں سمجھتا ہے کہ میں پیدائشی طور پر حقدار ہوں اور یہ منصب میرے لیے یہ بنایا گیا ہے۔ اس تمام سلسلے کے پس منظر میں یہ مکروہ جذبہ کارفرما ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے۔ غلام احمد قادیانی کو چُوز کرنے والا سیالکوٹ کا ڈی سی عیسائی اور سیالکوٹ کے چرچ کا انچارج یہودی، گورداس پور کا ڈی جی مسٹر ڈوئی یہودی، اور برطانیہ میں جب غلام احمد قادیانی کے چیلے پہنچے، مسٹر گایاما اینڈ کمپنی کے ممبر۔ تو ان ممبروں نے جن لوگوں کو اپنے قریب کر کے وہاں پارلیمنٹ میں اور سرکارِ ابلیسیہ، عالیہ، برطانیہ ''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَ عَلٰى مَنْ يُّحِبُّهَا'' اُن سب کو قریب کیا، وہ کون لوگ تھے؟ ان میں سے اکثریت یہودی ممبر تھے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ساری تفصیلات میں دائیں بائیں کی باتیں بھی ہوئیں۔ کوئی تھوڑی سی غیر متعلق گفتگو بھی ہوگئی ہوگی۔ لیکن بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ یہ فلسفہ اجرائے نبوت کا اس کے پس منظر میں یہودی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسلام کی قوتِ حاکمہ اور اسلام کی وحدتِ امت اس مرکزیت کو لامرکزیت میں تبدیل کرنا یہودیوں نے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہوا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی اُن کی امت سے کرائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر بیٹھنا گویا حضور سے بے وفائی ہے! اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ یہ بہت بڑی بے وفائی ہے۔ اس میں نبی کی امت کو، ماننے والوں کو، تہجد گزاروں کو، بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگوں کو، بڑے بڑے زاہدوں کو، شب زندہ داروں کو اُس یہودی فلسفہ نے اپنا شکار بنایا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ایک بہت بڑا پڑھا لکھا آدمی گجرات میں مجھے ملتا ہے۔ کہنے لگا جی مجھے خواب آ رہے ہیں۔ لمبی داڑھی 70 سال سے اوپر اس کی عمر تھی۔ کہنے لگا کہ مجھے خواب آتے ہیں۔ میں نے کہا کہ پھر کیا ہو گیا، کم کھایا کرو۔ کہنے لگا کہ نہیں مجھے خواب آتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیسے خواب آتے ہیں بابا جی؟ کہنے لگا کہ میں اڑتا ہوں۔ میں نے جواباً کہا کہ میں خود کئی مرتبہ خواب میں اڑا ہوں۔ اس نے کہا کہ خواب میں اڑنے کی تعبیر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس کی تعبیر لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ نیکی اور تقویٰ میں اس کو ترقی ہوگی اور پھر وہ بلندی پر جائے گا۔ اس نے کہا یہ تو اچھی بات ہے۔ پھر کہنے لگا کہ ایسا نہیں بلکہ میرے ساتھ کوئی باتیں بھی کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ بابا جس راستے پر آپ جانا چاہتے ہیں وہ سیدھا قادیان جاتا ہے۔ میری یہ بات یاد رکھنا کہ تیرے ٹکڑے ہو جانے ہیں یہاں گجرات میں ہی۔ (جاری ہے)

☆......☆......☆

مولانا محمد مغیرہ (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان) (قسط نمبر: 17)

محاذ ختم نبوت پر گزرے وقت کی یادیں

قارئین گرامی! جب اتفاقاً آپ کو کبھی کسی قادیانی سے ملاقات کا موقع ملے اور پھر باہمی مذہبی تنازع پر بات ہو تو ظاہر ہے آپ اس قادیانی سے یہی کہیں گے کہ ہمارا تمہارا اختلاف واضح ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کو آخری نبی مانتے ہیں اور حضور علیہ السلام کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کے عقیدہ رکھنے والے کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ تم قادیانی لوگ حضور علیہ السلام کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہو اس لیے ہمارے نزدیک تمھاری حیثیت مسلمان کی نہیں۔ جس پر غالب امکان ہے کہ وہ قادیانی جواباً یہی کہے گا کہ نہیں نہیں! تم کسی مولوی کے ہتھے چڑھے ہو، جس نے تمہیں غلط گائیڈ کیا ہے۔ ہم بھی حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ پھر اس کی نہ ختم ہونے والی گفتگو شروع ہو جائے گی اور آپ کی مذہبی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش میں وہ اپنی مظلومیت پر جی بھر کر تقریر کرے گا، جس کا تقریباً 98 فیصد مولوی کو برا بھلا کہنے پر مشتمل ہوگا۔ کہ مولوی ایسے ہیں ویسے ہیں، ہم پر الزام لگاتے ہیں اور ہم تو ایسے نہیں ہیں۔ اس طرح آپ کے صریح دوٹوک سوال کے جواب میں بے سر وپا اور ہوائی گفتگو سے بات کو گھمانے پھرانے کی کوشش کرے گا۔ خاص طور پر جب اس نے آپ کے سامنے یہ کہہ دیا کہ ہم حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین مانتے ہیں تو بہت زیادہ امکان ہے کہ آپ کے قادیانیوں کے بارے میں منفی تاثر کی شدت ماند پڑ جائے گی۔ کہ یہ تو تسلیم کر رہا ہے کہ حضور علیہ السلام خاتم النبیین ہیں، شاید میری ہی معلومات ناقص ہوں اور یہ بے چارے غلط پروپیگنڈے کا شکار ہوں۔ آپ اس وقت اپنے آپ کو اکیلا محسوس کریں گے کہ آپ نے لاعلمی میں ایک بے چارے مظلوم پر اتنا بڑا الزام لگا دیا۔ یوں سمجھیے کہ جب کوئی قادیانی آپ کے سامنے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کا اقرار کرے تو ایسا شخص جو قادیانیوں کی فکری قلابازیوں سے واقف نہ ہو ایک دھچکے سے دوچار ہو گا کہ جب یہ کہہ رہا ہے کہ ہم حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین مانتے ہیں تو ہم اس کو کیسے کہیں کہ تم غلط کہہ رہے ہو۔ آپ سوچیں گے کہ ہم تو سنتے آ رہے تھے کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر ختم نبوت کے منکر ہیں۔ یہاں تو ماجرا ہی الٹ ہے۔

میرا ذاتی دعوتی وتبلیغی تجربہ بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔ بہت بار ایسا ہوا کہ چناب نگر کے اردگرد رہنے والے کئی مسلمان دوستوں کو جب قادیانیت کی تعارفی گفتگو کا مخاطب بنایا اور عرض کیا کہ قادیانی گروہ ختم نبوت کا منکر ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا مدعی اور داعی ہے تو کئی دفعہ سادہ لوح مسلمان لوگوں کا بھی یہی جواب ہوتا ہے کہ ہم تو ایک

عرصہ سے ان کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں، یا بعض پڑھے لکھے لوگ یہ کہتے سنے گئے کہ قادیانی لڑکے ہمارے ساتھ سکول وکالج میں پڑھتے تھے، ہم نے تو ان سے ایسی کوئی بات نہیں سنی کہ وہ کہیں کہ وہ مرزا قادیانی کو حضور علیہ السلام کے بعد نبی مانتے ہیں۔ یہ سب باتیں مولوی ہی کرتے ہیں۔ میں عام طور پر دوستوں سے یہی عرض کرتا ہوں کہ آپ کے تجربے کی نفی کرنا مقصود نہیں ہے، آپ کی باتیں اپنی جگہ درست اور صحیح ہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ وہ زمانہ ہے جس میں حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اور اب حضور علیہ السلام کے بعد کھلم کھلا کسی دوسرے شخص کی نبوت کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا ایک ایسا عمل ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کے لیے شدید ناقابل قبول و نا قابل برداشت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے علمائے اسلام اور مجاہدین ختم نبوت کی انتھک محنتیں اور قربانیاں ہیں جن کی بدولت امت میں اس مسئلے پر ایسی حساسیت پیدا ہوئی ہے کہ گمراہ لوگ بھی اس پر بات کرنے سے کتراتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں اس عقیدہ ختم نبوت کے تعارف کے اس معاشرتی رعب اور دبدبہ کی وجہ سے بہت سے قادیانی مرزا قادیانی کی نبوت کو پہلی ملاقات میں بیان کرنے گریز کرتے ہیں کہ کھلم کھلا مرزا قادیانی کو نبی اور رسول کہہ دیں جب کہ ان کا بنیادی عقیدہ یہی ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اگر کبھی آپ کے ساتھ ایسا کوئی تجربہ پیش آئے تو ایسے قادیانی سے ذرا پوچھیے گا کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے انتقال کے بعد ان کے پیروکار دو بڑی جماعتوں (لاہوری، قادیانی) میں تقسیم ہو گئے، اور ابھی تک بٹے ہوئے ہیں۔ اس تقسیم کی بنیادی فکری وجہ آخر کیا ہے؟ جب دونوں گروہ مرزا قادیانی کے ہی ماننے والے ہیں تو دو گروہ کیوں ہیں؟ یہیں سے بھانڈا پھوٹ جائے گا اور آپ کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ ان دو گروہوں کا آپس میں اختلاف یہی تو ہے کہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا جبکہ قادیانی گروپ مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے۔ اسی سبب سے مرزا قادیانی کو ماننے والے دو گروہوں میں تقسیم ہیں اور ہر ایک گروہ دوسرے گروہ کو منحرف اور مرزا قادیانی کے فکر سے باغی اور غدار سمجھتا ہے۔ البتہ لاہوری گروپ کی تعداد، قادیانی گروپ کے مقابلے میں چونکہ کم ہے اس لیے عام طور پر جب مرزائی یا قادیانی کہا جائے تو لاہوری گروپ مراد نہیں ہوتا بلکہ قادیانی گروپ ہی ذہن میں آتا ہے۔

یاد آتا ہے کہ ہمارے چناب نگر کے قریب ایک سادہ لوح مسلمان گھرانہ اسی دھوکے میں مبتلا ہو کر قادیانی ہو گیا۔ غریب سادہ مزاج اور محنتی قسم کے لوگ تھے، قادیانی جماعت کو ایک معاشرتی اصلاح کی تحریک سمجھ کر اس میں شامل ہو گئے۔ اپنی محنت مزدوری کرتے روٹی کماتے، اور قادیانی جماعت کی دعوتی تبلیغی سرگرمیوں میں بنیادی نوعیت کی شرکت بھی کر لیتے۔ غالباً دو تین سال کا عرصہ گزرا ایک دن سب اہل خانہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے اور مرزائی ٹی وی چینل (ایم ٹی اے) پر مرزا مسرور کا بیان نشر ہو رہا تھا۔ وہ سب گھر والے عقیدت سے یہ بیان اور سوال جواب کی

نشست سن رہے تھے کہ مرزا مسرور قادیانیوں کے سربراہ ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کے ہاں مقدس ہے۔ پروگرام کے دوران اس سے ایک سوال کرنے والے نے پوچھا کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے حضور مرزا غلام احمد قادیانی ہیں؟ مرزا مسرور نے کہا کہ ہاں، بالکل بلا شبہ ہمارے حضور تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہیں۔ اتنا سنتے ہی گھر کا بڑا بوڑھا اٹھا اور ہاتھ میں اینٹ لے کر لپکا اور ٹی وی کو توڑ ڈالا۔ باقی گھر والوں نے پوچھا ابا! کیا ہوا؟ ٹی وی کیوں توڑ رہے ہو؟ تو بابا جی بہت غصے اور غم کے عالم میں کہنے لگے تم نے سنا نہیں مرزا مسرور کیا کہہ رہا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ ہمارے حضور مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ بھئی ہمارے حضور تو مکے مدینے والے سوہنے محمد ہیں۔ ہم ان کے بعد کسی مرزا کو حضور ماننے کے لیے تیار نہیں۔ ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ چلو اٹھو فلاں مسجد کے مولوی کے پاس چلو اور اپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھو۔ اور وہ پورا خاندان مرد وزن کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت میں تبلیغ اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کی اتنی زوردار محنت جاری ہے اور جماعتی سطح پر اس کارروائی پر اتنی زیادہ شدت سے زور دیا جاتا ہے کہ کئی مربیان جن کی روزی روٹی اسی عمل پر موقوف ہوتی ہے وہ بہت دفعہ قادیانیت کا آدھا ادھورا تعارف کرا کر لوگوں کو ورغلا لیتے ہیں، یہ بھی ملحوظ رہتا ہے کہ آہستہ آہستہ اپنے پورے عقائد جب سیکھیں گے تو واپس تو نہیں جائیں گے نہ چاہتے ہوئے بھی قادیانیت پر پختہ ہوتے رہیں گے۔ ایک وضاحت البتہ کر دوں کہ ''حضور'' کوئی ایسا لفظ نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر کفر ہو۔ لیکن مسلمانوں کے ہاں عرفی طور پر چونکہ یہ لفظ عموماً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے لیے ہی بولا جاتا ہے، تو اسی وجہ وہ غیرت مند بوڑھا اس لفظ کو سن کر چونک گیا اور مرزا قادیانی کو حضور ماننے کے لیے تیار نہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الحمدللہ اس گئے گزرے دور میں بھی امت کی اپنے آقائے رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسی محبت باقی ہے، اب یہیں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر مرزائی مبلغین پہلی ہی ملاقات میں آپ کے سامنے اپنے مرزا قادیانی کو نبی اور رسول بنا کر پیش کریں تو اس کو کون قبول کرے گا؟ یہی وجہ ہے کہ قادیانی اپنی دعوت میں شروع شروع میں مرزا قادیانی کو نبی اور رسول بنا کر پیش کرنے کی بجائے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہیں۔ کبھی مسیح موعود، کبھی مہدی معہود، کبھی مصلح اور مجدد وغیرہ کے تعارف سے پیش کرتے ہیں۔ جس کو لوگ صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے ہیں اور دھوکہ میں آجاتے ہیں اور قادیانیت قبول کر لیتے ہیں۔ امکان کی حد تک بالکل کہا جا سکتا ہے کہ کئی لوگ ایسے ہوں گے زندگی بھر قادیانیت کے نظریات سے مکمل طور پر واقفیت حاصل نہیں کر سکتے اور قادیانیت میں پھنسے رہتے ہیں۔

ایک اور واقعہ یاد آتا ہے کہ ایک بار ہم علاقہ چناب نگر میں اپنے دعوتی سلسلے میں گشت پر تھے، میرے دیرینہ

ساتھی مہر ریاض ہرل بھی میرے ساتھ تھے۔ ایک ڈیرے پر جانا ہوا تو ایک بوڑھے شخص سے ملاقات ہوئی، انھوں نے ہمارے اتنی دور آنے کی وجہ پوچھی تو ہم نے اپنے مقصد کا اظہار کیا کہ علاقہ میں چلتے پھرتے ہیں کہ کہیں کوئی قادیانی تبلیغ کے لیے آتا جاتا ہو تو اس کے ساتھ ملاقات اور گفتگو کریں اور اگر کسی مسلمان دوست کو کوئی وسوسہ یا اشکال ہو تو اس کی بات سن سکیں۔ ہماری یہ بات سن کر اس بزرگ آدمی نے ہماری بڑی عزت افزائی کی، چارپائی منگوا کر بچھا دی ہمیں بٹھایا اور محبت بھرے انداز میں ہمارے ساتھ گپ شپ کرنے لگا۔ پھر بتایا کہ ہم تو پڑھے لکھے لوگ نہیں ہیں، ہمارے بچے سکولوں کالجوں میں زیرِتعلیم ہیں، کچھ عرصے سے میں دیکھ رہا تھا کہ ہمارے ڈیرہ پر بچوں سے ملنے کے لیے اکثر بیشتر دو چار نوجوان سائیکلوں پر آتے اور ان کے ساتھ گپ شپ لگاتے۔ ہم اہل خانہ یہی سمجھتے کہ شاید سکول و کالج کے ہم جماعت دوست ہیں ملنے آجاتے ہیں۔ ایک دن وہ حسب دستور آئے تو اتفاقاً بچے کسی کام گئے ہوئے تھے اور میں اکیلا ہی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ نوجوان مجھ سے ملے، میں نے خاطر مدارت کرنے کے بعد ان سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو؟ میں اکثر تمہیں اپنے بچوں کے پاس آتے دیکھتا ہوں۔ جس پر انہوں نے کہا کہ ہم چناب نگر سے آئے ہیں۔ اور اصل میں ہمارا آنا احمدیت کی دعوت دینے کے لیے ہے کہ تم احمدی ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں ان پڑھ آدمی ہوں مجھے بتاؤ کہ احمدیت کیا ہوتی ہے؟۔ کہنے لگے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مہدی بن کر آئے ہیں، تم ان کو قبول کرلو تو تم احمدی ہو جاؤ گے۔ مجھے فوراً سمجھ آگئی مگر میں ان پڑھ آدمی تھا، ان کے ساتھ مباحثہ یا سوال جواب کیا کرتا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں ہمارا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھنا اچھا نہیں لگتا؟ اگر یہ کلمہ کافی ہے تو اس کے بعد کسی اور کو ماننے یا قبول کرنے کی ضرورت کیا ہے اور تم اس منوانے کے لیے کیوں دعوت دیتے پھرتے ہو؟ اور اگر تم اس کلمہ کو کافی نہیں سمجھتے تو سن لو کہ ہم نے اپنے نبی کا کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اور ان کی نبوت کا کلمہ پڑھنے کے بعد ان کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے میں تمہیں آئندہ اس ڈیرہ پر آتا نہ دیکھوں۔

بات اصل میں یہ ہو رہی تھی کہ اس نے باوجود کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں (کیسا نبی مانتے ہیں یہ بات زیرِ بحث نہیں) مگر جب بھی کسی کے سامنے اپنی قادیانیت رکھیں گے تو مرزا قادیانی کو مہدی یا مسیح کے تعارف سے پیش کریں گے، نبی یا رسول بنا کر پیش کرنے کی ہمت نہیں کرتے۔

قارئین گرامی اسی طرح ایک اور مشاہدہ بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی آدمی قادیانیت سے متاثر ہونا شروع ہوتا ہے تو دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ ایک خاص طرح کی راز داری اختیار کر کے اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھنا شروع کر دیتا ہے۔ کوئی بات کرنا چاہے تو گفتگو کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا، خصوصاً ختم نبوت اور مرزا قادیانی کی شخصیت سے متعلقہ بات کرنے پر کبھی آمادہ نہیں ہوتا۔ گویا سب کچھ اندر ہی اندر بند ہنڈیا کی طرح پک رہا ہوتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا

کہ وہ برملا کہتا کہ میں قادیانی ہونا چاہتا ہوں اور اس بارے میں تحقیق کا خواہش مند ہوں، مجھ سے گفتگو کر کے یا مجھے سمجھا لو یا خود سمجھ جاؤ۔ جبکہ اس کے برعکس ہوتا یہ ہے کہ اگر گھر والوں کو یا دوست احباب کو کسی طرح شک گزرے کہ یہ قادیانیت کے قریب ہو گیا ہے یا قادیانیت قبول کر چکا ہے تو وہ بھاگ دوڑ اور کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اس کو سمجھا لیں اور مختلف علماء کے پاس لے جانے کی ترتیب بناتے ہیں مگر قادیانی مربی اپنے زیرِ تربیت شخص کو سب سے پہلے علماء ہی سے بددل اور بدظن بلکہ کسی حد تک ڈرا دھمکا کر رکھتے ہیں کہ اس کے ذہن میں یہ امکان ہی باقی نہیں رہتا کہ ان علماء کے پاس ان سوالات کے کوئی حقیقی جوابات ہو سکتے ہیں۔ وہ اس پر بات کرنا تو دور کی بات بسا اوقات تو یہ کہنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتا کہ ہاں میں نے مرزائیت (قادیانیت) قبول کر لی ہے۔

اس بات سے بھی آپ اندازہ لگائیں کہ کیا سچائی کی یہی علامت ہے؟ کہ اس کو یوں چھپا چھپا کر رازداری کے طور پر بیان کیا جائے؟ حقیقت یہ ہے کہ دھوکے کو چھپایا جاتا ہے اور حقیقت کو تو ظاہر کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مسلمانوں کے شدت پسند ردِعمل کے ڈر میں بات چھپائی جاتی ہے تو میں عرض کروں گا کہ اگر یہ بات حقیقت ہے تو کسی کی مخالفت سے کیا ڈرنا؟ کیا مکہ کے مشرکین کے ردِعمل کے برابر مسلمانوں کا ردِعمل ہے؟ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ بھی تو شدید مخالفتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حق بات کو بیان کرتے رہے۔ حقیقت تو حقیقت ہوتی ہے اگر گالی گلوچ کے بغیر تلخ سے تلخ حقیقت بھی سنا دی جائے تو لوگ سنتے ہیں اور غور کرتے ہیں۔ مگر قادیانی طریقہ واردات یہی ہے کہ بات انفرادی طور پر خفیہ انداز میں رازداری کے رنگ میں کی جائے تاکہ ہمارے مغالطوں کو ابتدائی درجے میں کوئی جواب دینے والا شخص نہ سن سکے بلکہ ایک آدھ کم آگاہ انسان کو ورغلا کر تشکیک کے اس رستے پر ڈال لیا جائے جہاں وہ علماء سے اپنے اشکال اور شکوک وشبہات کے بارے میں گفتگو ہی نہ کرے یہاں تک کہ پوری طرح یک طرفہ بات سن کر قائل ہی ہو جائے اور پھر اس کے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہ رہے۔

بہت عرصہ پرانی بات ہے کہ ایک بار مجھے لاہور دفتر سے فون آیا پر جماعت کے ذمہ داران کی جانب سے ایسے ہی ایک کیس سے متعلق بتایا گیا کہ ایک آدمی کا بیٹا اچھا خاصہ سمجھ دار اور تعلیم یافتہ نوجوان ہے۔ کئی دن سے اس کے پاس ایک شخص ملاقات کے لیے آ رہا ہے۔ جس وقت وہ شخص آتا ہے وہ لڑکا اس شخص کے ساتھ بالکل تنہائی میں بیٹھ جاتا ہے، اگر اس کمرے میں اتفاقاً کوئی آ جائے تو دونوں فوراً خاموش ہو جاتے ہیں جیسے کوئی خفیہ سازشی گفتگو چل رہی ہو۔ جب یہ معمول کافی دن جاری رہا اور اہلِ خانہ میں سوالات پیدا ہونے لگے کہ یہ بار بار آنے والا ملاقاتی کون ہے اور کیوں آتا ہے۔ جب بیٹے سے اس کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے، کیوں آتا ہے؟ اس لڑکے نے ایسا گول مول جواب دیا کہ والد کی تشفی نہ ہوئی اور بات مزید پراسراری ہو گئی۔ باپ نے کھل کر پوچھا تو بیٹا بالکل خاموش ہو گیا۔

والد صاحب پیار سے وقفے وقفے سے پوچھتے رہیں مگر ادھر خاموشی ہی خاموشی۔ ادھر اس شخص کا آنا بھی بند ہو گیا۔ اگر وہ نوجوان یہی کہہ دیتا کہ کہ میرا فلاں دوست ہے، فلاں جگہ سے آتا ہے تو شاید والدین کو کچھ تسلی ہو جاتی۔ لیکن وہاں صرف ایک خاموشی ہی تھی۔ وہ نوجوان اس شخص کے متعلق کچھ بولنے کو تیار نہیں۔ حتی کہ والد نے غصہ سے پوچھنا شروع کیا مگر خاموشی۔ ایک روز نوجوان کی والدہ کو اتفاقاً اس کے تکیے کے نیچے چھپا قادیانیوں کے اخبار ''الفضل'' کا پرچہ مل گیا۔ اس پر گھر میں شدید پریشانی پھیلی، والد کو شک ہوا کہ ماجرا کوئی اور ہے۔ یہ معاملہ کوئی اخلاقی یا مالی نوعیت کا نہیں بلکہ خدانخواستہ اعتقادی اور ایمانی ہے۔ لڑکے سے اس پرچے کے بارے میں پوچھ گچھ کی وہ اب بھی کچھ نہ بولا۔ چونکہ اب والد کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا تھا کہ یا تو میرا بیٹا قادیانی ہو گیا ہے یا متاثر ہے۔ اور ہمارے گھر آنے والا وہ پراسرار آدمی یقیناً کوئی قادیانی مشنری ہے اور اپنا کفر پھیلانے اور خفیہ طور پر قادیانیت کی تبلیغ کے لیے آتا ہے۔ وہ صاحب دفتر احرار لاہور آئے اور اپنی اس پریشانی کا ذکر کیا۔

لاہور کے جماعتی احباب نے ان صاحب سے کہا کہ آپ اس نوجوان کو دفتر لے آیئے ہم بھی اس سے بات چیت کرنے کی کوشش کر دیکھتے ہیں۔ شدید سردی کا موسم تھا۔ میں بھی یہ قصہ سن کر لاہور دفتر پہنچ گیا۔ صبح کچھ دیر بعد وہ صاحب اپنے نوجوان بیٹے کو لے کر آ گئے۔ ابتدائی ملاقات تھی۔ پریشان باپ نے پورا واقعہ جس طرح پیش آیا تھا سنایا کہ آپ اس نوجوان کو سمجھائیں۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ کسی بات پر وہ نوجوان گفتگو آغاز کرے۔ تقریباً آدھا گھنٹہ سے زیادہ میں نے کئی قسم کی ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ کہ شاید نوجوان کسی طور پر کوئی ردِعمل دے اور سلسلۂ گفتگو شروع ہو۔ لیکن وہ نوجوان بالکل بے توجہی کے ساتھ سپاٹ چہرہ لیے ہوئے ہوں ہاں کرتا رہا اور بول کر نہ دیا۔ ہماری خواہش تھی کہ یہ بھائی صاحب کوئی سوال کوئی اشکال کریں، اس قادیانی کی سنائی سکھائی ہوئی کوئی بات بتائیں تو ہم بھی کسی درجے میں کوئی جواب یا ردِعمل دیں۔ مگر اس جانب سے صرف اور صرف خاموشی ہی رہی۔

میں بہت پریشان ہوا کہ ایسے آدمی کو کیا سمجھائیں جو بولتا ہی نہیں، یا بولنا ہی نہیں چاہتا۔ یہ تو بھینس کے آگے بین بجانے والا معاملہ ہو رہا ہے۔ جب ہم زور لگا لگا کر تھک گئے تو میں نے اس موضوع کو سرے سے چھوڑ دیا اور یوں ہی کچھ ہنسی مذاق کی باتیں شروع کر دیں۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے باقی دوست بھی گفتگو میں شریک ہو گئے اور کسی لطیف بات پر جب سب ساتھی ہنس رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ اس پر مزاح ماحول میں اس نوجوان کے چہرے پر بھی پہلی بار تناؤ کچھ کم ہوا ہے اور کچھ تبسم کے آثار نمودار ہوئے ہیں۔ تو میں نے اس سے مخاطب کر کے کہا کہ بھائی صاحب میں اتنی شدید سردی میں اتنا لمبا سفر طے کر کے آپ سے گپ شپ کرنے آیا ہوں اور آپ ایسے اچھے آدمی ہیں کہ بول بھی نہیں رہے۔ ٹھیک ہے آپ ہماری بات نہ مانیں مگر کہنے سننے میں آخر کیا حرج ہے۔ اگر آپ کے پاس

کوئی قادیانی آکر اس نے آپ کو قادیانیت کی دعوت دی ہے آپ اس کی کسی بات سے متاثر ہوئے ہیں تو وہی بات بتا دیں۔ اس کی سنی ہوئی بات بتانے میں آپ کا کیا نقصان ہے؟ اگر آپ نے اس کی دعوت پر قادیانیت قبول کر لی ہے تو بتا دیں۔ یقین جانیں ہم لوگ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بس ہم اتنا چاہتے ہیں کہ آپ کو اس مشنری کی کون سی بات پسند آئی ہے جس کی وجہ سے آپ متأثر ہوئے ہیں؟ اتنا تو ہمارے ساتھ شیئر کر دیں۔ عین ممکن ہے کہ جس بات نے آپ جیسے سمجھ دار پڑھے لکھے نوجوان کو متاثر کیا ہے ہمارے لیے بھی وہ کوئی سیکھنے والی نئی بات ہو، آپ اکیلے ہی کیوں ایک خیر کی بات سے واقف ہوں؟ آپ تنہا ہی کیوں قادیانی ہونا چاہتے ہیں یہ کیوں نہیں چاہتے کہ یہ خیر کی دولت باقی لوگوں کو بھی ملے اور اگر آپ جنت کے راستے پر چل رہے ہیں تو ہمیں بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔

اس بات پر وہ نوجوان ذرا نرم پڑا اور کہا کہ قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجددِ وقت یعنی چودھویں صدی کا مجدد ہے۔ میں نے عرض کیا اگر صرف اتنی بات ہوتی تو ہمارا ان سے کیا جھگڑا تھا، ویسے بھی چودھویں صدی گزر گئی اب پندرہویں صدی ہے۔ لیکن مجدد تو ایک ہی وقت میں کئی ہو سکتے ہیں کسی کے مجدد ہونے سے باقی مسلمانوں کے دین ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس زمانے میں بھی کئی لوگ مجدد ہونے کے مدعی ہیں مسلمان علماء کو ان میں سے کسی کے ساتھ کوئی جھگڑا کرنے کا خیال نہیں آیا۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کو غلط گائیڈ کیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ صرف مجدد کا نہیں ہے وہ مجدد کے دعوی سے کئی سو میٹر لمبا لانگ جمپ بلکہ ہائی جمپ کی بڑی اونچی اڑان بھر چکے۔ اگر وہ مجدد تک ہی رہتے تو ہمارا ان سے کیا اختلاف ہونا تھا۔ مگر وہ تو اس سے آگے بڑھ کر نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں اور ان کی کتابوں میں صاف صاف لکھا موجود ہے۔ اس نوجوان کے لیے یہ بات بالکل نئی بات تھی اس نے کہا کیا آپ اس بات کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ وہ نبوت کے دعوے دار تھے؟ جبکہ مجھے یہی علم ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کے ایک ریفارمر اور مجدد تھے۔ میں نے کہا ابھی لیں، دیکھیں اتنی سی بات تھی آپ آتے ہی ہمیں اپنی گفتگو میں شریک کر لیتے، تو ہم بہت ساری باتیں کر لیتے۔

قارئین مرزا صاحب کی نبوت کے دعوے پر ایک دو حوالے آپ کے سامنے پیش کیے دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ معاملہ کسی ایک یا دو حوالے یا ایک دو عبارتوں کا نہیں ہے، بلکہ یہ معاملہ قادیانی جماعت کا واضح عقیدہ ہے جس کا اظہار وہ جگہ جگہ پر خود بھی کرتے ہیں جہاں کوئی لالچ یا خوف نہ ہو۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر پڑھیں، لکھتے ہیں:

ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض ہوا ہے کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے ساتھ دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا

تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد دفعہ پھر کیوں کر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں (روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 104)

میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154)

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا (روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231)

ان حوالہ جات کے علاوہ اور کتنے حوالے چاہیے جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی نبوت کا ذکر ہے۔ کیا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے دعوی پر مشتمل ان عبارات کو جھٹلایا جا سکتا ہے اور کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے ان کتابوں جن کا حوالہ دیا گیا ہے اور صفحات بتائے گئے ہیں ان میں یہ عبارت موجود نہیں؟ اگر یہ عبارتیں ان پیش کردہ حوالہ جات کے ساتھ موجود ہیں اور یقیناً موجود ہیں تو پھر قادیانی اپنی دعوت دیتے وقت کسی کو کیوں دھوکہ دیتے ہیں، کسی کو قادیانیت کی دعوت دیتے وقت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول کے تعارف کے ساتھ کیوں کھلم کھلا پیش نہیں کرتے؟ آخر یورپ امریکہ میں اسلام دشمنی، اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت کے باوجود مسلمان جب غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو توحید کے بعد سب سے پہلے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت ہی کا تعارف تو کرواتے ہیں، مخالفین کی مخالفت کی وجہ سے عقائد کو دعوت میں بھی بیان نہ کرنا تو دھوکہ بازی ہے اور سچائی پر یقین نہ ہونے کا ثبوت ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ یہ زمانہ حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کا زمانہ ہے۔ جس میں حضور علیہ السلام کے بعد قیامت کی صبح تک کسی نئے نبی کے آنے کی کسی طرح گنجائش نہیں ہے۔ تو ظاہر ہے دھوکا دہی سے ہی مرزا قادیانی کو کسی کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔ وگرنہ جیتے جاگتے اس کفر کو کون گلے لگاتا ہے؟

(جاری ہے)

مولانا امجد علی مردانوی، (جنرل سیکرٹری متحدہ اسلامی کونسل مردان) (قسط نمبر 2)

قادیانیت کا ایک اور روپ: فتنۂ دیندار انجمن

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم النبيين، سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

گزشتہ قسط میں دیندار انجمن کا تعارف کے بعد اس دوسری قسط میں ہم جھوٹے مدعی نبوت قادیانی مبلغ بانی دیندار انجمن صدیق دیندار چن بسویشور کی اپنی تصانیف کی روشنی میں اس کے دعوے پیش کریں گے، تاکہ قاری اصل ماخذ کی بنیاد پر خود ان کے عقائد اور دعووں کی حقیقت کا جائزہ لے سکے۔

دعویٰ: یوسفِ موعود

''احمدیوں کے موعود یوسف کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہوں۔'' (دعوت الی اللہ، بحوالہ الکوثر، ص:6)

''جماعت قادیان جو اپنے جوش میں اور ایثار میں مشہور ہے اس کو اللہ تعالیٰ چھوڑ نا نہیں چاہا اور یہ نایاب کام تبلیغ کا اس جماعت سے بدرجہ اولی پورا کرنا چاہا ہے اسی وجہ سے اس مامور کو حسب وعدہ یوسف کے نام سے موسوم کر کے خاص طور پر احمدیوں کی جماعت کا رہبر بنا کر بھیجا'' (خادم خاتم النبیین، ص:23)

''حضرت مرزا صاحب (غلام قادیانی) کے بشارت میں جتنے صفتیں یوسف موعود کے آئے ہیں وہ کل کمال درجہ پر مجھ پر صادق آتے ہیں'' (خادم خاتم النبیین مصنفہ صدیق دیندار ص:62)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یوسف پکارا ہے، اس کی تکمیل مماثلتِ یوسف کے لیے جیل میں ڈالا گیا۔''

(امام الجہاد، ص:20-21)

''ہندوؤں میں نام چن بسویشور اور قادیانیوں میں یوسف موعود بتایا ہے۔''

(خادم خاتم النبیین، ص:18)

''اگر میں احمدیوں کا مامور موعود نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے جو عین وقت میں یعنی 1914ء میں آیا۔ اگر میاں صاحب (بشیر الدین محمود) کے مامور ہونے کا انتظار ہے وہ تو بالبداہت غلط ہے۔'' (خادم خاتم النبیین، ص:18)

''جس طرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت یعقوب اور پولس کے اختلافات کو مٹا کر عدل و انصاف قائم کیا، اسی طرح یوسف موعود و مصلح موعود حضرت مولانا صدیق دیندار قدس سرہ العزیز کے روحانی سلسلے کے ذریعہ لاہوری جماعت اور قادیانی جماعت کے اختلافات ہمیشہ کے لیے مٹ جائیں گے۔''

(مسدس شمس الضحیٰ، ص:130، محمد عبدالغنی حامد)

''مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) کے بعد میاں محمود احمد صاحب اور مولوی محمد علی صاحب میں ایمانی اختلاف پڑ گیا۔ اس کا فیصلہ یوسف موعود (صدیق دیندار) کا وجود کرے گا۔'' (دعوت الی اللہ، بحوالہ الکوثر، ص:86)

ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ صدیق دیندار نے اپنے آپ کو محض ایک مبلغ یا مصلح کے طور پر پیش نہیں کیا، بلکہ ''یوسفِ موعود'' اور ''مامورِ موعود'' قرار دے کر اپنے وجود کو قادیانی جماعت کے داخلی اختلافات کے حل اور ایک موعود شخصیت کے طور پر پیش کیا۔ یہ دعویٰ ایک معمولی اعزازی لقب تک محدود نہیں بلکہ ایک خاص الٰہی منصب اور پیش گوئیوں کے مصداق ہونے کا دعویٰ ہے۔ یہی دعویٰ آگے چل کر نبوت، بروز اور بعثتِ ثانیہ جیسے دعووں کی بنیاد بنتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض صوفیانہ تعبیرات نہیں جیسا کہ دیندار انجمن والے تاثر دیتے ہیں بلکہ ایک باقاعدہ بدنام زمانہ دائرہ اسلام سے خارج قادیانی جماعت کے باطل فکر کا تسلسل ہے کیونکہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ ہر دعوی میں بانی دیندار انجمن اپنے جھوٹے الہامات کے ساتھ ساتھ قادیانیت کو متدل اور ماخذ بناتا ہے۔

دعویٰ: نبوت

''اس لحاظ سے یوسف موعود (صدیق دیندار) احمدیوں کا امام ہے اور ڈراویڈی قوم کا نبی۔ یہ اس طرح ہے جس طرح مسیح موعود (مرزا قادیانی) مسلمانوں کا امام ہے اور عیسائیوں کا نبی۔''

(دعوت الی اللہ، ص:75، مصنفہ صدیق دیندار)

''مگر یوسف موعود جس کا نشانات کے ساتھ آمد کا ذکر قوم لنگایت اور احمدی مسلمانوں میں ہے وہ ایک ہی ہونا چاہیے سے ایسے انسان کی نسبت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے فرمائے کہ تو ہی صدیق ہے، تو ہی چن بسویشور ہے۔ لہٰذا آج 25 سال سے مجھے مکالمۂ الٰہیہ جاری ہے۔'' (دعوت الی اللہ، ص:76-77، مصنفہ صدیق دیندار)

یہاں صدیق دیندار اپنے لیے صرف ''یوسفِ موعود'' کا لقب استعمال نہیں کرتا بلکہ صریح الفاظ میں خود کو ایک قوم کا ''نبی'' قرار دیتا ہے اور اس کی مثال جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام قادیانی سے دیتا ہے۔ مزید یہ کہ مسلسل ''مکالماتِ الٰہیہ'' کو اپنے دعوے کی دلیل بناتا ہے۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کی روشنی میں نبوت کا ہر ایسا دعویٰ، خواہ کسی خاص قوم کے لیے ہو یا کسی مخصوص معنی میں، امتِ مسلمہ کے اجماعی عقیدے سے متصادم ہے، کیونکہ نبوت کا دروازہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے اور ان کے بعد کسی بھی معنی میں نبوت کا دعویدار اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

دعویٰ: رسالت

''یہ بچھڑے کے پجاری اپنے شرک پر قائم رہے، ان میں ایک رسول کی بشارت چلی آ رہی تھی جس کو شنمکھ اوتار کہتے ہیں۔ قوم لنگایت میں شنمکھ کا مجھ (صدیق دیندار) سے پیشتر 27 دفعہ آنا مانا جاتا ہے اور یہ آخری ظہور ہے۔ آج سے

800 سال پیشتر 63 اولیاء اللہ نے اس کو دیندار چن بشویشور کے نام سے موسوم کیا۔''
(دعوت الی اللہ، ص: 73، بحوالہ الکوثر، مصنفہ صدیق دیندار)

اس اقتباس میں صدیق دیندار مختلف مذہبی روایات کو اپنی ذات پر منطبق کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس قوم کے موعود ''رسول'' کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ رسالت اللہ تعالیٰ کا وہ منصب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد کسی بھی قوم کے لیے نئے رسول یا موعود رسول کا تصور قرآن و سنت اور اجماعِ امت کے خلاف اور صریح کفر ہے۔

دعویٰ: ظہورِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

''وہ (صدیق دیندار) مشکاۃ محمدی کے مصباح کا زجاجہ ہے جس کے وجود سے ذاتِ بابرکت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہوتا ہے۔'' (مہر نبوت، ص: 343، مصنفہ صدیق دیندار)

اس عبارت میں صدیق دیندار اپنے وجود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''اظہار'' کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک مرتبہ ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کسی دوسرے انسان میں بروز یا ظہور اختیار نہیں کرتی۔ اس لیے ایسی تعبیرات پیش کرنے پر امت مسلمہ نے مرزا غلام قادیانی کذاب اور اس کے پیروکاروں کا رد کر کے دائرہ اسلام سے خارج اور اسلام مخالف فتنہ قرار دیا ہے۔

دعویٰ: بروزِ محمد اور بعثتِ ثانیہ

''دوسرے الفاظ میں اس ولی (صدیق دیندار) کے وجود میں بزمانہ قیامت حضور منبع انوار صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لاتے ہیں، اس حقیقت کی وجہ سے یہ وجود بروز محمد کہلاتا ہے۔'' (مہر نبوت، ص: 63)

''بعثت ثانی میں ایسے وجود کو بروز محمد کہا جاتا ہے اور وہ وجود حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور قدس سرہ العزیز کا ہے۔'' (مسدس شمس الضحیٰ، ص: 64، مصنفہ محمد عبدالغنی حامد۔ اس کتاب پر صدیق دیندار کی تقریظ بھی موجود ہے۔)

یہ اقتباسات صدیق دیندار کے فکری نظام کی آخری اور واضح صورت پیش کرتے ہیں۔ یہاں وہ اپنے وجود کو ''بروزِ محمد'' اور ''بعثتِ ثانیہ'' کا مصداق قرار دیتا ہے۔ اور یہی روش مرزا غلام قادیانی کی تحریرات میں بھی ملتی ہے حالانکہ اہلِ اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک ہی مرتبہ ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نئی بعثت ہے، نہ کسی انسان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز، اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت یا رسالت کسی دوسرے وجود میں منتقل ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ نے ہر دور میں ایسے نظریات کو خلاف اسلام اور کفر قرار دیا ہے۔ (جاری ہے...)

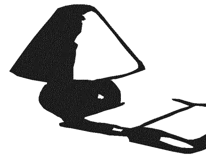

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب: تنقیح فدک تالیف: حافظ ابن شوکت علی ناشر: مکتبۃ الرشید ضخامت: 600

برائے رابطہ: مولانا ثناء اللہ سعدؔ (0311-4819576 0300-6379821)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی بے شمار علامات ونشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ ان علامات ونشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ہر آنے والا دن پہلے دن سے متفاوت ہوگا۔ اس دور میں جہاں مادی ترقی کو کچھ عروج حاصل ہوا ہے وہاں دین اسلام سے روگردانی، بے اعتنائی اور غفلت بھی برق رفتاری کے ساتھ عروج پر جارہی ہے۔ دین اسلام کے نام پر بہت سے فتنے پروان چڑھے اور آئے دن چڑھ رہے ہیں۔ انہی میں سے ایک فتنہ ''باغ فدک'' پر بحث اور سیدین وشیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو تنقید کا نشانہ بنانا ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ اس امت میں افضل الخلق بعد الانبیاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں، جن پر دین اسلام کی پوری عمارت قائم ہے۔ یہ مقدس جماعت بے سروپا تاریخ کے جھوٹے واقعات سے قطعاً مجروح نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً شیخین کا مقام سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل مصلیٰ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرما کر اپنے بعد امامت حضرت ابوبکرؓ کے سپرد کرنے کا عملی اظہار فرمادیا۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب اور داماد سیدنا علی رضی اللہ عنہما دونوں موجود تھے۔ دین دشمنوں نے خلیفۂ بلافصلِ رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ ان الزامات میں بنیادی الزام باغِ فدک کا غصب ہے۔ اس موضوع پر ہر دور میں اہل حق نے اپنا قلم اٹھایا اور معاندین کے شکوک وشبہات اور اعتراضات کے دنداں شکن جواب دیے۔

اس موضوع پر ''محترم جناب حافظ ابن شوکت علی صاحب'' نے بسط وتفصیل سے بحث کی ہے اور مستقل کتاب ''تنقیح فدک'' تحریر کر کے ہر لحاظ سے روافض کا ناطقہ بند کر دیا۔ اس کتاب میں معاندین کے شکوک وشبہات اور اعتراضات کے دنداں شکن جواب دیے گئے ہیں۔ یہ کتاب باغ فدک کی متنازعہ بحث پر تمام تر روایات اور بحثوں کو سمیٹتے ہوئے لگ بھگ 50 شاندار مضامین پر مشتمل ہے۔ جامع، عام فہم اور محکم کتاب کہ جس کے آخر میں کتب امامیہ سے خلفائے راشدینؓ اور مہاجرین وانصار کے فضائل ومناقب پر ایک سو صفحات تحریر کیے ہیں۔ جو علماء، طلباء، عوام الناس کے لیے یکساں مفید اور رہنما حوالہ جات کا ایک انسائیکلو پیڈیا ہے۔ (مبصر: مولوی فیصل اشفاق)

اخبار الاحرار

مولانا سید عطاء المنان بخاری کا ضلع لیہ و ڈیرہ اسماعیل خان کا چار روزہ دعوتی و تنظیمی دورہ

(رپورٹ: مفتی اخلاق حسین) 10 جولائی بروز جمعہ 2026ء سے 13 جولائی 2026ء تک مولانا سید عطاء المنان بخاری (ناظم شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان) نے مولانا محمد اکمل صاحب (امیر مجلس احرار اسلام ضلع ملتان) کے ہمراہ ضلع لیہ اور ڈیرہ اسماعیل خان کا دعوتی و تنظیمی دورہ فرمایا۔ اس دورے کا بنیادی مقصد عقیدۂ ختم نبوت کا پیغام عام کرنا، سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دعوت دینا، مجلس احرار اسلام کی تنظیمی سرگرمیوں کو فعال بنانا، رکنیت سازی مہم کا آغاز اور کارکنان سے رابطہ تھا۔ 10 جولائی بروز جمعۃ المبارک نمازِ جمعہ سے قبل مولانا محمد اکمل صاحب نے جامع مسجد عائشہ میں خطاب فرمایا، جبکہ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے جامع مسجد کرنال والی لیہ میں عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر مدلل و مفصل خطاب فرمایا۔

بعد از جمعہ مولانا عبدالرحمٰن جامی مہتمم مدرسہ اشرف المدارس اور دیگر محبین احرار سے ملاقات ہوئی۔ بعد از مغرب مدرسہ دارالعلوم رحمانیہ جمن شاہ میں اور بعد از عشاء جامعہ رحیمیہ تعلیم القرآن کوٹ سلطان میں حضرت شاہ صاحب اور مولانا محمد اکمل نے درسِ قرآن ارشاد فرمایا، جہاں (ناظم مجلس احرار اسلام ضلع لیہ) مولانا محمد نیاز فاروقی، مولانا وقاص مدنی، مبلغ مجلس احرار اسلام لیہ مولانا سید محمد عدنان بخاری اور دیگر علماء و معززین شریک ہوئے اور آخر میں مجلس احرار اسلام کی رکنیت سازی کا آغاز کیا گیا۔

11 جولائی بعد از فجر مولانا سید عطاء المنان بخاری نے جامع مسجد شہینہ والہ میں درس قرآن ارشاد فرمایا جہاں مولانا محمد عمران، محمد امتیاز سمیت رضا کاران احرار اور علاقے کے معززین موجود تھے، نو بجے دفتر مجلس احرار اسلام کروڑ لعل عیسن میں صحافی حضرات سے عقیدہ ختم نبوت و ناموس ازواج و اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے گفتگو فرمائی اور (امیر مجلس احرار اسلام کروڑ لعل عیسن) ڈاکٹر شمشاد علی صدیقی، نائب امیر مولانا خدا بخش، قاری محمد ارشد، مولانا حفیظ اللہ، معروف صحافی محمد طارق صاحب آف پہاڑ پور اور دیگر دینی و سماجی شخصیات سے ملاقات ہوئی۔ اس روز ضلع لیہ شہینہ والہ، کروڑ لعل عیسن و لیہ اور، چھینہ موڑ بھکر کے مختلف علاقوں میں رکنیت سازی کی گئی۔ اس کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی پہنچے حاجی عبدالحمید خان، امیر احرار حافظ محمد اسرار، بھائی شمس الرحمٰن و دیگر نے استقبال کیا اور مسجد شیر بابا میں بعد نماز عصر ورکرز کنونشن منعقد ہوا جس میں مولانا سید عطاء المنان بخاری اور مولانا محمد اکمل نے ختم نبوت کانفرنس

چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی اور رکنیت سازی مہم شروع کی۔ بعد از مغرب جامع مسجد بخاری تھویا سیال میں درس قرآن کی ترتیب تھی یہاں رکنیت سازی کا آغاز کیا گیا اس سلسلے میں شیخ الحدیث مولانا اشرف علی صاحب، مولانا محمد عثمان علی صاحب اور دیگر ذمہ داران اور اہلیان ڈیرہ اسماعیل خان وکلاچی نے جوق در جوق رکنیت سازی میں حصہ لیا۔ 12 جولائی کو تحصیل پروآ اور تحصیل پہاڑ پور (علاقہ موسیٰ کھر) میں بڑے تنظیمی اجتماعات منعقد ہوئے۔ پروآ میں معروف سرائیکی شاعر سائیں رفیق ساگر صاحب نے اپنے پاس پُرتکلف ناشتہ کا اہتمام کیا، جہاں مفتی محمد اسد صاحب، خالد خان صاحب اور دیگر سیاسی وسماجی شخصیات نے مجلس احرار اسلام کی رکنیت حاصل کی، جبکہ پہاڑ پور میں بھی کارکنان کی بڑی تعداد کی تجدید رکنیت کی گئی۔ اسی روز بعد از مغرب جامع مسجد ابوبکر صدیق، ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت شاہ صاحب نے خطاب فرمایا۔ ان تمام پروگراموں کو کامیاب کرنے میں مقامی امیر جناب چچا مشتاق احمد، ملک محمد عاصم عطاء، محمد نعیم احرار، سالار عبدالمجید احرار، بھائی محمد عمر، مولانا ثناء اللہ، مولانا محمد شعیب نے بھرپور محنت کی اور اپنا کردار ادا کیا۔

13 جولائی بروز سوموار کلورکوٹ میں مجلس احرار اسلام کے دیرینہ ساتھی قاری محمد سالم کے مدرسہ میں بعد از فجر درسِ قرآن اور رکنیت سازی کے بعد چوک اعظم، ضلع لیہ کی مرکزی جامع مسجد محمدیہ حنفیہ میں درسِ قرآن ہوا، جہاں سرپرست مجلس احرار اسلام ضلع لیہ مولانا سمیع اللہ ربانی، امیر مجلس احرار اسلام ضلع لیہ مولانا حق نواز حیدری، مولانا طاہر صاحب اور دیگر ذمہ داران کی موجودگی میں رکنیت سازی مہم کے حوالے سے مشاورت ہوئی۔ یہ دورہ دعوت، تنظیم اور تحفظ ختم نبوت کے مشن کے فروغ کے حوالے سے نہایت مثبت رہا الحمدللہ۔ جس کے نتیجے میں ضلع لیہ ضلع بھکر اور ڈیرہ اسماعیل خان کے مختلف علاقوں میں مجلس احرار اسلام پاکستان کی تنظیم مضبوط ہوئی، متعدد نئی شخصیات نے رکنیت اختیار کی اور کارکنان میں نئی دینی و تنظیمی روح پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ مزید برکت نصیب فرمائے آمین۔

ملتان 14 نمبر چونگی چوک کا نام تاجر برادری کی کوشش وکاوش سے ''ختم نبوت چوک'' رکھ دیا گیا

(رپورٹ: فرحان حقانی) یکم ستمبر 2024ء کا دن ملتان کی تاریخ میں ایک روشن باب کے طور پر درج ہو چکا ہے۔ اس تاریخی دن ملتان کے مصروف ترین تجارتی مرکز چونگی نمبر 14 کا نام مقامی تاجر برادری کی جانب سے، اپنی مدد آپ کے تحت، عقیدہ ختم نبوت سے وابستگی کے اظہار کے طور پر تبدیل کر کے ''ختم نبوت چوک'' رکھ دیا گیا۔ یکم ستمبر 2024ء بروز اتوار، بعد نماز مغرب، اہل سنت مکاتب فکر کے جید علماء کرام کی دعا اور دست مبارک سے چونگی نمبر 14 کا نام ''ختم نبوت چوک'' سے منسوب کر کے باقاعدہ افتتاح کیا گیا۔ افتتاحی تقریب سے قبل المکہ سنٹر، چونگی نمبر 14 ملتان کے صدر جناب رانا محمد ہاشم علی (ڈپٹی سیکرٹری جنرل مرکزی تنظیم تاجران جنوبی پنجاب) نے تحفظ ختم نبوت واستحکام پاکستان سیمینار کے عنوان سے ایک بھرپور جلسہ عام منعقد کیا۔ تاجر برادری کی دعوت پر اس جلسہ کی سیکورٹی اور دیگر تمام اہم امور کی ذمہ

داری مجلس احرار اسلام ضلع ملتان کے امیر، جناب مولانا محمد اکمل احرار اور ان کی پوری ٹیم نے بحسن خوبی سرانجام دیئے۔ تاجر برادری کی جانب سے تحفظ ختم نبوت اور استحکام پاکستان کانفرنس کے عنوان سے سالانہ پروگرام کا یہ مبارک سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اس پہلے اور ''ختم نبوت چوک'' کے افتتاحی جلسہ عام (منعقدہ یکم ستمبر 2024ء) میں قائد احرار، مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ (امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان)، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان) نظام مصطفیٰ پارٹی پاکستان کے ناظم اعلیٰ صاحب زادہ سید حامد سعید کاظمی مدظلہ، جناب ملک محمد عامر ڈوگر (ممبر قومی اسمبلی حلقہ 149 ملتان) سمیت ہر طبقہ فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھرپور شرکت کی۔ تحفظ ختم نبوت اور استحکام پاکستان سیمینار کے اختتام پر اہل سنت مکاتب فکر کے قائدین نے ''ختم نبوت چوک''، کا افتتاح کیا۔ علماء کرام نے اس چوک کا نام ختم نبوت چوک رکھنے میں تمام تر تگ ودو اور دفتری وانتظامی کارروائی کو مکمل کرانے کے محرک، رانا محمد ہاشم علی کو کہا کہ آپ اس عظیم افتتاح کے موقع پر خود دعا کرائیں۔

آج سے دو سال قبل جس چوک کا نام ''ختم نبوت'' کے نام سے منسوب کیا گیا تھا ٹھیک دو سال بعد کمشنر ملتان جناب عامر کریم خان کی ہدایت، چونگی نمبر 14 ملتان کی تاجر برادری کی تجویز و مسلسل فالو اپ کے بعد اور مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کی ضلعی انتظامیہ کو مسلسل تاکید کے نتیجے میں گزشتہ مہینے پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی (پی ایچ اے) کی جانب سے تزئین وآرائش کے بعد پہلے سے لگے بورڈز اتار کر ان کی جگہ ''ختم نبوت چوک'' کے عنوان سے جلی حروف کے ساتھ ایچ ڈی کے نئے بورڈز آویزاں کر دیئے ہیں۔ جن کو خوبصورت لائٹنگ کے ذریعے مزید نمایاں کیا گیا ہے تاکہ رات کے وقت دیکھنے والوں کو چاروں اطراف سے واضح دکھائی دیں۔ میں اس اہم اقدام اور کامیابی پر ضلعی انتظامیہ، اہل سنت مکاتب فکر کی پوری قیادت، ڈی جی (پی ایچ اے) بالخصوص صدر الملکہ سنٹر (کپڑا مارکیٹ) چونگی نمبر 14 ملتان، جناب رانا محمد ہاشم علی، جناب شیخ جاوید اختر (صدر مرکزی تنظیم تاجران جنوبی پنجاب)، جناب ملک محمد طاہر ڈوگر (ٹکٹ ہولڈر پی پی 217) سمیت دیگر تمام تاجران کو خراج عقیدت وتحسین پیش کرتا ہوں۔ جن کی ذاتی دلچسپی اور مسلسل جدوجہد کی بدولت کمشنر ملتان جناب عامر کریم خان نے پی ایچ اے کے ذریعے اس چوک کا نام باضابطہ اور سرکاری طور پر ختم نبوت چوک رکھ کر اسلام پسند اور محبّ وطن شہریوں کے دل جیت لئے ہیں۔

احرار وفد کا دورہ ہزارہ ڈویژن کے پی کے

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا سید عطاء المنان بخاری کی قیادت میں قافلۂ احرار نے رفقاء ختم نبوت کے ہمراہ سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دعوت، احرار کی جدید رکنیت وتنظیم سازی اور تحفظ ختم نبوت وقادیانی

سرگرمیوں کے حوالے سے بیداری پیدا کرنے کے لیے 23 تا 31 جولائی 2026 ہزارہ ڈویژن کا تفصیلی دورہ کیا۔ قافلے میں مولانا مفتی تنویرالحسن احرار (مرکزی نائب ناظم نشرواشاعت مجلس احراراسلام)، مولانا محمد حنیف صابر، مولانا اخلاق احمد، مولانا محمد شعیب (مانسہرہ)، مولانا مفتی اخلاق حسین سواتی، مولانا سید برکات احمد شاہ، بھائی محمد اشفاق شامل تھے۔ 23 جولائی بعد نماز مغرب پہلا پروگرام جامع مسجد فاروقِ اعظم (محلّہ فاروقِ اعظم غازی کوٹ، ٹاؤن شپ) میں ہوا جس میں سید عطاء المنان بخاری نے بیان فرمایا۔ قیام شب داتہ میں پروفیسر سید شجاعت شاہ صاحب کی رہائش گاہ پر ہوا۔

24 جولائی بروز جمعہ مرکزی جامع مسجد مہانڈری میں دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس مولانا محمد سہیل اور مولانا رفاقت قریشی کی سرپرستی میں منعقد ہوئی جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے احباب و تاجر حضرات نے شرکت کی۔

بعد نماز مغرب، مرکزی جامع مسجد ناران میں مولانا عثمان یاسر کی دعوت پر مولانا سید عطاء المنان بخاری کا خطاب ہوا، اور ہر دو مقامات پر ختم نبوت کے حوالے سے کثیر تعداد میں مقامی حضرات اور سیاحوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ بعد ازاں مختلف علماء بالخصوص قاضی وصی الرحمٰن، قاضی محمد صادق، قاری محمد وقار، حاجی منیر صاحبان سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اوران سیاحتی مقامات پر عیسائی اور قادیانی مشنریز کی دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔

درسیری کے علاقے میں قادیانی تبلیغی سرگرمیوں کی اطلاع: مقامی ذرائع اور علاقے کے علماء کرام سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق درسیری کے علاقے میں قادیانی جماعت کے بعض افراد کی جانب سے تبلیغی سرگرمیوں اور لٹریچر کی تقسیم کی اطلاعات سامنے آئیں۔ علماء نے بروقت نوٹس لیتے ہوئے قانونی کارروائی کی اور عوام الناس کو آگاہ کیا اور ہر قسم کے مشکوک لٹریچر اور گمراہ کن دعوت سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی۔ جبکہ مجلس احرار کے مبلغین نے بھی علاقے کا دورہ کیا، مقامی علماء و ذمہ داران سے ملاقات کی، عوام اور سیاحوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ رات کا قیام مولانا سجاد قریشی کے ہاں رہا۔

25 جولائی کو ناشتہ پر مولانا سجاد قریشی خطیب جامع مسجد روہ سے تفصیلی ملاقات ہوئی، دن گیارہ بجے علاقہ کی ممتاز مذہبی شخصیت مولانا ھارون رشید صاحب سے ملاقات کی اس موقع پر جماعت کی رکنیت سازی بھی کی گئی۔ **بعد نماز ظہر** جامع مسجد قباء بٹہ کنڈی میں سید عطاء المنان بخاری نے عقیدہ ختم نبوت پر مفصل خطاب فرمایا یہاں میزبان خطیب مولانا رضوان الحق اور سعید احمد صاحب تھے جبکہ بٹہ کنڈی کی دوسری جامع مسجد میں مولانا تنویرالحسن احرار نے مولانا ہارون الرشید کی صدارت میں خطاب کیا۔ **بعد نماز مغرب** مرکزی جامع مسجد کاغان میں مفتی منصور احمد صاحب کی میزبانی میں مولانا عطاء المنان بخاری نے گفتگو کی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدی مہانڈری میں ملتان سے آئی ہوئی جماعت کی نصرت کی اور مقامی عالم مولانا عبدالقدیر سے تفصیلی ملاقات اور کارگزاری پیش کی۔ شب کا قیام محترم جناب شاکر سواتی صاحب کے یہاں ہوا۔

26 جولائی کو پارس کے علاقے میں جامعہ اسلامیہ میں مولانا عبداللہ امین اور مولانا عبیداللہ امین کو کانفرنس کی دعوت دی۔

دن گیارہ بجے مدرسہ سید احمد شہید سنگڑھ میں مولانا خلیل صاحب کی میزبانی میں طلباء سے خطاب۔ بعد نماز ظہر جامع مسجد محمدیہ شہیدیہ دارالعلوم بالاکوٹ میں قاضی ابراھیم خلیل صاحب سے ملاقات اور طلباء و اہل علاقہ سے شاہ جی گفتگو کی جبکہ ہائی اسکول کے ساتھ واقع مسجد میں مولانا صابر حسین کی دعوت پر مولانا تنویرالحسن کا خطاب ہوا۔ بعد نماز عصر جامع مسجد قبا شوہال میدان میں مولانا صابر حسین و مولانا الفت الرحمان کی میزبانی میں مولانا عطاء المنان بخاری کا بیان ہوا جس میں مفتی اخلاق حسین کی معیت حاصل رہی جبکہ جامع مسجد بسیاں میں مولانا سعید الرحمٰن و قاری مسعود الرحمٰن کی دعوت پر مولانا تنویرالحسن احرار کا تفصیلی خطاب اور آخر میں شاہ جی نے بھی گذارشات پیش کیں۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد اندراسی مولانا رشید احمد کی مسجد میں تنویرالحسن احرار کا فکرانگیز بیان ہوا اور پورے مجمع نے ہمہ تن گوش ہو کر گفتگو سنی۔ مسجد پل تاہٹہ میں مغرب کے بعد مولانا عطاء المنان بخاری نے رائیونڈ مرکز کی جماعت اور مقامی لوگوں سے ملاقات اور غیر مسلموں کی سرگرمیوں کے حوالے سے علاقائی صورت حال پر کارگزاری پیش کی گئی۔ مولانا عمر ربانی و حافظ صدیق الرحمٰن جو کہ میرے استادزادے اور مولانا شفیع ربانی مرحوم کے فرزندان ہیں ان کے گھر حاضری ہوئی مولانا مرحوم کے علمی ذخائر اور کتب سے تعارف و استفادہ کیا گیا جہاں رات کا کھانا کھانے کے بعد قیام مدرسہ زکریا گڑھی حبیب اللہ میں کیا۔

27 جولائی کو مدرسہ زکریا گڑھی حبیب اللہ میں مولانا غلام مصطفٰی اور میاں نعمان سے ملاقات کی۔ دن دس بجے تقریباً اقراء اسلامیہ سکول میں تعزیتی نشست (مرحوم عبدالرحمٰن قریشی) اور حفظِ قرآن کی تقریب میں شرکت۔ عبدالرحمٰن قریشی صاحب جو جمعیت علماء اسلام کے سرپرست اعلی اور قاضی شفیق الرحمان صاحب کے بڑے بھائی تھے ان کی تعزیت کی اس موقع پر ان کے چھوٹے بیٹے محمد اصف صاحب موجود رہے جبکہ مولانا قاضی شاہ زمان صاحب بھی تشریف لائے جن سے ان کی ہمشیرہ کی وفات پر تعزیت کی ان کے ہمراہ مفتی عبدالمجید صاحب بھی تھے۔ حضرات کو وفد کا تعارف کروایا گیا اور مجلس احرار اور اس کے شعبہ جات کا تعارف کروایا گیا جس پر قاضی شہر قاضی شفیق الرحمٰن صاحب نے چند سوالات کیے، اہم ترین گفتگو ابنائے امیر شریعت کے خلاف منفی پروپیگنڈا کے خاتمے کے حوالے سے تھی۔ شاہ جی نے اس پر اپنا موقف تحریری ثبوت کے ساتھ پیش کیا جس پر تمام احباب مجلس نے اطمینان کا اظہار کیا۔ شاہ جی نے ظہر کی نماز جامع مسجد بلال میں ادا کی اور عوام الناس کو چناب نگر کانفرنس کی دعوت دی۔ جبکہ جامع مسجد عثمانیہ (گلڈھیری) میں مولانا حنیف صابر صاحب جو ہمارے قافلے کے روح رواں تھے نے عقیدہ ختم نبوت پر بیان فرمایا اور جامع مسجد عثمانیہ کشترہ میں خطیب مولانا سجاد قریشی اور مولانا اخلاق صاحب اور راجہ ریاض صاحب کی دعوت پر مولانا تنویرالحسن نے خصوصی خطاب فرمایا۔ ظہر کی نماز کے بعد مولانا جنید الرحمٰن کے ہاں ظہرانہ تھا جہاں مختلف حضرات اور علماء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ پاکستان سکاؤٹس کیڈٹ کالج کے انسٹرکٹر، جناب راجہ محمد ریاض صاحب نے وفد سے ملاقات کی۔ انہوں نے پاکستان سکاؤٹنگ میں علماء و طلباء کی تعداد بڑھانے

کے لیے مفید تجاویز پیش کیں۔ انہوں نے ''اسکاؤٹ وعدہ'' کے متن میں ''خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ کے اضافہ کی خوش خبری سنائی۔ علماء کرام کا ایک وفد بھی شاہ جی سے ملاقات کے لیے آیا جن میں مولانا خالد ایوبی، مولانا رضوان الحق (امیر جے یو آئی)، مولانا حسین احمد (خطیب بٹ سنگ)، مولانا خلیل احمد (خطیب سنگڑ)، حافظ بلال (دلولہ) اور نصیر عثمانی (گڑھی حبیب اللہ) شامل تھے۔ وفد نے ان کے سامنے اپنے دورے کے مقاصد اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی۔ اس موقع پر مجلس احرار کے کنویز مولانا نذیر احمد معاویہ بھی شامل قافلہ ہوے۔

بعد از عصر دلولہ میں مولانا نذیر احمد معاویہ (مسؤل بالاکوٹ و گڑھی حبیب اللہ) کی قیادت میں مولانا تنویر الحسن نے مولانا توقیر صاحب کی مسجد میں بیان کیا۔ گڑھی حبیب اللہ: عصر کی نماز کے موقع پر سید عطاء المنان بخاری نے مولانا شاہ زمان صاحب کی جامع مسجد خان میں بیان فرمایا۔ مولانا نذیر احمد معاویہ نے گڑھی حبیب اللہ میں حیدری ہوٹل پر چند قادیانیوں کو مشکوک سرگرمیاں کرتے دیکھا جب ان سے رابطہ یا مزید معلومات لینے کی کوشش کی گئی تو وہ وہاں سے فرار ہو گئے۔ مولانا عطاء المنان نے مغرب کی نماز بسم اللہ مسجد ریڑھ میں پڑھائی اور ختم قرآن کی تقریب سے خطاب کیا اور عقیدہ ختم نبوت پر مختصر بیان فرمایا میزبانوں میں مولانا قاری بلال صاحب اور مولانا عبدالحفیظ صاحب موجود رہے بعد ازاں سانڈے سر (جامع مسجد السلام) میں عقیدہ ختم نبوت پر مولانا حنیف صابر نے بات کی جبکہ آخر میں شاہ جی نے احرار ختم نبوت کانفرنس کی دعوت دی۔ مولانا فضل الرحمٰن، بھائی ضمیر احمد اور دیگر نے کھانے کی دعوت پر خصوصی گفتگو کی۔ رات کا قیام مفتی اخلاق حسین سواتی کی رہائش گاہ مانسہرہ میں ہوا۔

28 جولائی کو جامع مسجد صدیق اکبر میں ظہر کی نماز کے بعد عطاالمنان شاہ جی نے خطاب فرمایا تنویر الحسن احرار صاحب نے رکنیت سازی اور مجلس احرار اسلام کے تحت ملک بھر میں ہونے والے غیر مسلمین و قادیانی حضرات کے دعوت اسلام کے واقعات بالخصوص سندھ کی کارگزاری سنائی مولانا سعید ہزاروی صاحب کی سرپرستی میں کئی احباب نے مجلس احرار اسلام کی رکنیت حاصل کی اور یونٹ قائم کیا گیا۔ نماز عصر جامع مسجد قباء مولانا یاسر عرافات کی اقتدا میں ادا کرنے کے بعد شاہ جی نے گفتگو کی اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کی قبر پر حاضری دی۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد مجاہد اباد میں مولانا وسیم صاحب کی میزبانی میں پروگرام کا آغاز ہوا مولانا تنویر الحسن نے گفتگو کی بعد ازاں مولانا عطاالمنان بخاری نے عقیدہ ختم نبوت دور حاضر کے فتنے اور احرار ختم نبوت کانفرنس جلوس دعوت اسلام کے حوالے سے گفتگو کی نماز عشاء کے بعد مولانا تنویر الحسن کی ذمہ داری سابق ایم این اے حاجی صالح محمد خان کی موجودگی میں رکنیت سازی ہوئی۔ مولانا سعید احمد ہزاروی اور حاجی صالح محمد خان نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور احرار کانفرنس میں شرکت کا عزم کیا۔ حاجی صالح محمد خان کے ڈیرے پر علماء سے الگ نشست ہوئی جنہوں نے جماعت کی رکنیت حاصل کی۔ وہیں رات کا قیام ہوا۔

29 جولائی صبح مدرسہ انوارِ صحابہ کا دورہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور کی عیادت۔ بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد مانسہرہ میں مفتی وقارالحق عثمان کی سرپرستی میں شاہ جی کا خطاب ہوا۔ جبکہ جامع مسجد صدیق اکبر میں مولانا تنویرالحسن نے ظہر کی نماز کے بعد گفتگو کی جبکہ مولانا قاضی اسرائیل گڑنگی، قاضی نعمان گڑھی نے سرپرستی کی۔ جامع مسجد امیر حمزہ میں عصر کے بعد مفتی سعیدالرحمٰن نے شاہ جی اور مجلس احرار اسلام کا تعارف کروایا جبکہ عطاالمنان شاہ جی نے گفتگو کی جامع مسجد عثمان غنی ڈب میں مولانا تنویرالحسن گفتگو کی۔ جامع مسجد فاطمۃ الزہرا میں مغرب کی نماز کے بعد شاہ جی نے خطاب فرمایا اور میزبانی بھائی کفایت حسین نے کی۔ جامع مسجد ختمِ نبوت پکھوال چوک گلی نمبر پانچ میں مغرب کی نماز کے بعد مولانا تنویرالحسن اور شاہ جی نے گفتگو کی۔ مفتی اخلاق حسین کے گھر الوداعی نشست میں مولانا محمد اسماعیل (تھاکوٹ) تشریف لائے اور ضلع بٹگرام میں رکنیت سازی مہم کا آغاز کرنے کا عزم کیا۔ جمعرات کو مولانا تنویرالحسن اور رفقاء ختم نبوت نے حویلیاں میں قاضی طاہر علی الہاشمی کے فرزند قاضی مفتی محمد قاسم صاحب اور دیگر احباب سے ملاقات کی۔ جمعہ جامع مسجد سیدنا عثمان غنی اسلام کوٹ میں سید عطاء المنان بخاری نے پڑھایا اور کانفرنس کی دعوت و رکنیت سازی کی گئی۔ بعد از جمعہ جامعہ امدادالعلوم میں مولانا نذیر احمد صاحب سے ملاقات کی جس میں ایبٹ آباد کے احرار رہنما مولانا مفتی عبدالرزاق، مولانا سید برکات احمد شاہ صاحب بھی شامل تھے۔ بعد از عصر سٹار اکیڈمی جدون پلازہ میں طلباء و طالبات میں ختم نبوت کے حوالے سے نشست ہوئی۔ بعد از مغرب جامع مسجد منڈیاں ایبٹ آباد میں مولانا میاں محمد اشرف صاحب کی میزبانی میں درس ختم نبوت کی نشست ہوئی۔

رپورٹ ماہانہ احرار فری میڈیکل و آئی کیمپ مسلم ہسپتال چناب نگر

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام 4 جولائی 2026 ہفتہ کو مسلم ہسپتال چناب نگر میں فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ جس میں 155......جنرل او پی ڈی، 34......آئی پیشنٹ ، 16......شوگر ٹیسٹ، 1......سفید موتیے کا آپریشن 206 کل مریض۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، آپ حضرات کی دعاؤں اور تعاون سے ممکن ہوا۔

☆......☆......☆

ابومروان

من الظلمات الیٰ النور

ایبٹ آباد میں ایک عیسائی کا قبول اسلام

☆......13/ جولائی 2026 ایبٹ آباد میں ڈاکٹر محمد آصف (مرکزی نائب ناظم شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان) کی معاونت سے ڈاکٹر محمد عثمان اور ڈاکٹر محمد فہیم کی 5 سالہ محنت سے سابق عیسائی ایبٹ آباد کے معروف ہسپتال کے اونر نے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم اطلاعات مفتی تنویر الحسن احرار کے سامنے مجمع عام میں مسجد امیر معاویہ بانڈہ غزن خان ایبٹ آباد میں منعقدہ تقریب قبول اسلام میں کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔اس موقع پر مولانا نصیر خان جدون اور دیگر علاقہ بھر کی معروف شخصیات موجود تھیں۔

بوریوالا (وہاڑی) میں ایک عیسائی کا قبول اسلام

☆......31/ جولائی 2026ء بورے والا (وہاڑی) میں مسیحی برادری سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان ''عابد مسیح'' نے مرکز احرار مسجد ختم نبوت، فیض کالونی بوریوالا میں جمعہ کے اجتماع کے موقع امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کا اسلامی نام ''عابد علی'' رکھا گیا۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مسافرانِ آخرت

☆......مجلس احرار اسلام بورے والا کے ناظم جناب چوہدری نوید احمد صاحب کی والدہ ماجدہ: انتقال، 6/جولائی

☆......محمد ایوب عباسی صاحب مجلس احرار اسلام کے کارکن (کلورکوٹ، بھکر) کی والدہ ماجدہ انتقال: 6/جولائی

☆......حضرت اقدس بھائی جی عطاء الحق صاحب فیصل آباد، انتقال: 12/جولائی 2026ء

☆......مدرسہ معمورہ (رجسٹرڈ) دارِ بنی ہاشم ملتان میں (پانی کی تنصیب کے ذمہ دار) جناب شیخ محمد عمر صاحب کی دختر (بیٹی) کرنٹ لگنے سے جھنگ میں 21/جولائی 2026ء کو انتقال کر گئی۔

☆......عظیم داعی اسلام، مذہبی سکالر، پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی رحمہ اللہ علیہ: انتقال 3 اگست 2026ء

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائیں، درجات بلند فرمائیں، احباب و قارئین ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔

اپیل برائے دعائے صحت

☆......شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء الرحمٰن حقانی (جامعہ نعمانیہ نظامیہ ملتان)

☆......حضرت مولانا غلام مصطفیٰ عابد (مہتمم جامعہ رحیمیہ تعلیم الاسلام بستی ملوک ملتان)

☆......مولانا منیر احمد جالندھری صاحب (مہتمم جامع مسجد اللہ اکبر ملتان)

☆......شیخ حسین اختر لدھیانوی ان دنوں کافی علیل اور ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ شیخ حسین اختر لدھیانوی وفا اور استقامت کی زندہ مثال ہیں۔ اپنی عمر کے لحاظ سے اس وقت احرار میں سب سے بڑے ہیں۔ 1927ء میں مشرقی پنجاب کے مردم خیز شہر لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ 1937ء میں مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہوئے۔ قیام پاکستان کے وقت بیس سال کے جوانِ رعنا تھے۔ تب سے آج تک احرار میں ہیں۔ ایثار و وفا کے پیکر جمیل ہیں۔ 96 برس کی عمر میں بھی ہر جمعہ مرکز احرار دار بنی ہاشم ملتان میں ادا فرماتے ہیں۔ اور اپنی خوب صورت آواز میں نعت اور نظم سنا کر سامعین کے دل و دماغ کو مسرور و معطر کرتے ہیں۔ خود شاعر نہیں لیکن بڑے شعراء کی قومی و ملی نظمیں اور آزادی کے نغمے ازبر ہیں۔ خوش آواز اور موسیقی کے فن سے آشنا و شناسا ہیں، بزرگوں کی چلتی پھرتی نشانی اور سراپا احرار ہیں۔ (راقم: سید محمد کفیل بخاری)

اللہ تعالیٰ تمام اکابر کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطاء فرمائے (آمین یارب العالمین)

بیاد
امیر شریعت حضرت مولانا
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی و امیر اول مجلس احرار اسلام

بانی
ابن امیر شریعت حضرت مولانا
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
سابق امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مرکز احرار دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

میں پہلے مرحلے میں تنصیب شدہ سولر سسٹم
ناکافی ہوگیا ہے جو ضرورت پوری نہیں کرتا اور

ہر ماہ بھاری بھرکم بجلی کے بل

ادا کرنے پڑ رہے ہیں

اس وقت تین مزید سسٹم لگانے ہیں

ان میں **لیتھیم بیٹریز** بھی شامل ہیں

پورے منصوبے پر تقریباً

ڈیڑھ کروڑ 1,50,00,000 روپے

خرچ ہوں گے

احباب خیر سے درخواست ہے کہ سولر سسٹم کی تنصیب میں تعاون فرما کر
طلباء و طالبات کی دعائیں لیں یہ صدقۂ جاریہ ہے

سید عطاء المحسن بخاری
ناظم مدرسہ معمورہ
03366326621

سید محمد کفیل بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ

UBL
چوک MDA ملتان
اکاؤنٹ نمبر
02780278263 00262
Syed Muhammad Kafeel Bukhari

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

”الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ: مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE
PHARMACY
کیئر
فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس